إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ

# الکتاب المحمود

## فی خطاب بن مسعود

یعنی

حضرت الحاج مولانا حکیم عبدالرشید محمود المعروف بحکیم ننو میاں مدظلہ
اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی مکاتبت کا

## مجموعہ مبارکہ


جامع ومرتب

سید محمد خوشنود ربانی گنگوهی یکے از خدام حضرت حکیم صاحب
خادم مدرسۃ الرشید فخریہ لال مسجد گنگوہ سہارنپور



مکتبۃ الرشید محمودیہ

لال مسجد گنگوہ ضلع سہارنپور یوپی انڈیا

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

اِنِّیْ اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیْمٌ

# الکتاب المحمود

## فی خطاب [illegible]

یعنی

حضرت الحاج مولانا [illegible] الرشید محمود صاحب مدظلہ المعروف بحکیم ننو میاں صاحب

اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب [illegible] کی مکاتبت کا

**مجموعۂ مبارکہ**

جمع و مرتب

[illegible] محمد خوشنود [illegible] گنگوہی

یکے از خدام [illegible] صاحب مدظلہ و خادم مدرسۃ الرشید فخریہ لال مسجد گنگوہ

ناشر

**مکتبۃ الرشید محمودیہ**

لال مسجد، گنگوہ سہارنپور یوپی انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ـــــ الکتاب المحمود فی خطبات ابن مسعود

جامع و مرتب ـــــ سید محمد خوشنود رضا گنگوہی

کتابت ـــــ مولانا محمد انور صاحب گنگوہی

تعداد صفحات ـــــ ۷۲

تعداد طباعت ـــــ ایک ہزار

مطبوعہ ـــــ

قیمت ـــــ پندرہ روپے

15-00

## ملنے کے پتے

(۱) کتب خانہ ضیائیہ متصل مدرسہ اشرف العلوم گنگوہ ضلع سہارنپور یوپی

(۲) مرغوب بک ڈپو دیوبند ″

(۳) کتب خانہ یحیوی متصل مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ″

(۴) کتب خانہ عزیزیہ اردو بازار جامع مسجد دہلی

(۵) مکتبہ فیض اشرف جلال آباد ضلع مظفر نگر ″

(۶) دار الاشاعت الاسلامیہ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ ۷۳

(۷) سعید کمپنی ناشران و تاجران کتب ۲۰/۱۳۷ پٹکاپور کانپور ۱ یوپی

(۸) ایچ۔ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی ۱

(۹) مکتبہ مدنیہ ۱۷۔ اردو بازار لاہور پاکستان

(۱۰) ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہر گیٹ ملتان۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# التقدیم

حضرت اقدس حکیم صاحب مدظلہ کی ذات گرامی کسی بھی طرح محتاج تعارف نہیں حضرت کا تعارف تحصیل حاصل یا اپنے تعارف کے مرادف ہے۔ چہ نسبت ناکارہ کو یہ زیب بھی نہیں دیتا کہ میں ایسے گرامی قدر ہستی کا تعارف کراؤں۔

بھلا جو ذات گرامی محدث کبیر امام زماں قطب الارشاد سالار قافلہ دیوبند حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح کا نبیرہ اکبر ہونے کا شرف پائی ہوا اور اشرف العلماء حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح سے غایت تعلق ہا ہو اور مجازین صحبت میں جن کا نام نامی سرفہرست ہو۔ اور جن کی مجلس، مجلسُ علمٍ و حیاءٍ وصبرٍ وامانةٍ لا ترفع فیہ الاصوات ولا تؤبن فیہ الحرم (الحدیث) کا نمونہ ہو۔ جس سے علماء، طلبہ اور ہزاروں تشنگان علوم سیراب ہو کر اس شعر کا مصداق بنتے ہوں ؎

نہ حُسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی!

اور جن کی لقاء وسماع کا سماں۔ السماع من یحیی بن معین شفاءٌ للصدور۔ اور ؎ اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از حل شود بے قیل و قال ـــــ کا ہو جن کی قیام گاہ

عوام وخواص، اہلِ علم وفضل، ارباب اتقان وعرفان کی فرودگاہ ہو بلکہ جو مرجعِ خلائق
اور محسودِ انام ہو ان کا تعارف کرانا یقیناً تحصیل حاصل ہے، شاید اربابِ نقد
میری اس گفتگو کو کتاب المناقب سے تعبیر کریں مگر یہ ایک حقیقت کا اظہار ہے

دل فریبان نباتی ہمہ زیور بستند
دل بر ماست با حسنِ خدا داد آمد

زیرِ نظر رسالہ اسی دلبر ما موصوف با حسنِ خدا داد یعنی حضرت حکیم صاحب کے اُن مجمل ومفصل اکیس (۲۱) خطوط کا مجموعہ ہے جو آنجناب اور ان کے شیخ ومرشد حضرت اقدس تھانوی رحؒ کے درمیان خط وکتابت جاری رہنے سے وجود میں آئے۔ اس خط وکتابت کا اندازہ اس بات سے بھی لگ سکتا ہے کہ خود حضرت اقدس تھانوی رحؒ نے اُسوقت یہ الفاظ فرمائے تھے کہ۔

"اس مکاتبت کا لقب مابعد اگر وہ متحقق ہوئیں نے یہ تجویز کیا ہے۔

الکتاب المحمود فی خطاب ابن مسعود" (مکتوب نمبر ۴ صـ۲۷)

ہم بھی تبرکاً حضرت رحؒ کے تجویز کردہ لقب سے کتاب کو موسوم کر رہے ہیں۔
مکاتیب واقعۃً مکاتیب ہیں جن کا اندازہ بعد مطالعہ ہی کے ہوسکتا ہے، رنگینیٔ عبارت انداز بیان کی عمدگی اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا کا کیف، پُرکشش تعبیرات، کنایاتِ بلیغہ، تحقیقاتِ انیقہ، عبارت کا ربط وضبط، جملوں کی بندش، اظہار مافی الضمیر کا سلیقہ یہ سب خوبیاں جو آنجناب کی طبیعت ثانیہ ہے اس مجموعہ میں موجود ہیں۔ انہی خوبیوں کا اظہار خود حضرت اقدس تھانوی رحؒ ایک مقام پر یوں الفاظ کر رہے ہیں۔

" سبحان اللہ! نہ ادائیں کمی رہی نہ ادب میں۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ"

اس مکاتبت کا علم احقر کو تھا میں نے اس بارے میں عرض کیا تو فرمایا ع

کچھ بزرگوں کے خطوط کچھ تفسیر قرآں
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

بر بنائے غایت ذل وخشوع فرمایا میری ان تحریرات سے کسی کو کیا نفع پہنچے گا لیکن میرے باصرار مگر مؤدب عرض کرنے پر حضرت مدظلہ نے اجازت طباعت دیکر مجھے بھی ان خوش قسمت بندوں میں شامل کیا جن کے اوپر دنیا نے فخر کیا اور جن کی معیت کے کیف نے بدلایا بگڑا ہوا دستور میخانہ۔

تَوَفَّنَا مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ

میں نے ان خطوط کو مرتب کرنے میں اسی ترتیب کو پیش نظر رکھا جس ترتیب سے یہ خط وکتابت ہوئی۔ پھر اکثر مقامات پر تو حضرت حکیم صاحب مدظلہ کے مضمون کو لفظ حال اور حضرت اقدس تھانوی رح کے جواب کو لفظ تحقیق سے تعبیر کیا مگر کہیں کہیں سوال۔ جواب اور کہیں حضرت حکیم صاحب اور حضرت والا کا عنوان بھی قائم کیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم کو ان نفوس قدسیہ کی محبت میں زندہ رکھے انہی کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے اور حضرت حکیم صاحب مدظلہ العالی کا سایہ ہمارے سروں پر بصحت وعافیت تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

اخیر میں اپنے تمام قارئین ومستفیدین سے امید کرتا ہوں کہ وہ میری اس سعی کی قدردانی کے ساتھ ساتھ اپنی مخلصانہ وملتجیانہ دعاؤں میں فراموش نہیں فرمائیں گے۔ یا اخی لا تنسانا فی دعائک ۔ والسلام خیر ختام

سید محمد خوشنود ربانی گنگوہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مکتوب نمبر ۱

یہ سب سے پہلا مکتوب گرامی ہے جو حضرت حکیم صاحب مدظلہ نے حضرت اقدس تھانوی کو لکھا، چونکہ حضرت اقدس تھانوی اصول پسند تھے اور عوام اس اصول پسندی کو تشدد پر محمول کرتے تھے حضرت حکیم صاحب مدظلہ کے سامنے بھی یہ سب چیزیں تھیں گو حضرت تاویل بھی فرما لیتے، تاہم مکاتبت سے قبل حضرت حکیم صاحب نے پیر جی محمد اسحٰق صاحب قدوسی جو حضرت کے ہم سن اور بے حد مخلص رفیق ہیں کو حضرت اقدس تھانوی کی خدمت میں بھیجا یہ حاضر ہوئے تو حضرت کچھ تحریر فرما رہے تھے یہ سلام کرکے کھڑے رہے جو اصولِ خانقاہ کے خلاف تھا اس پر حضرت نے پیر جی صاحب کو زجر و توبیخ کی اور خانقاہ سے نکل جانے کا حکم فرمایا یہ ملول واپس ہوئے اور سارا قصہ حکیم صاحب کو آسنایا اس کے بعد حضرت حکیم صاحب نے یہ خط لکھا، سبحان اللہ خط کیا علم کا دریا ہے جو بہا چلا جا رہا ہے پھر حضرت کا جواب کہ سمندر کو کوزے میں سمو دیا کی مثال، بالخصوص اس شعر نے تو سارے اعتراضات کافور او حقیقت ظاہر کردی ؎ چوں ندیدند حقیقت — رہ افسانہ زدند

سید محمد خوشنود ربانی گنگوہی

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مولائی زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں ایک گنگوہی شخص ہوں۔ حضرت شیخ عبدالقدوس رح سے نسبًا ننہالی

طور پر وابستہ ہوں ایک عربی مدرسہ میں کچھ زمانہ حضرات علماء کی صحبت میں بھی رہا ہوں اگرچہ "تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل" کے تحت تشنہ ہی رہا تاہم اِس حد تک یہ صحبت خالی از نفع نہ رہی کہ قلب علماء کی محبت اور اہل اللہ کی عظمت سے بیگانہ نہیں، مجھے حضرت سے عقیدت بھی ہے اور محبت بھی ممکن ہے حضرت کو لفظ "عقیدت" اس موقعہ پر خوشگوار نہ معلوم ہو کیونکہ آثارِ عقیدت اپنی جگہ پر محدود ہیں تاہم محبت غائبانہ میرے لیے ناقابلِ انکار حقیقت ہے مجھے حضرت سے کبھی حصولِ نیاز کا موقعہ شعور کے ساتھ نہیں ملا۔ البتہ حضرت کی تصانیف مواعظ اور ملفوظات گاہ بگاہ دیکھنے میں آئے ہیں جہاں تک میں خیال کرتا ہوں میری غائبانہ محبت کا مبنیٰ یہی ہے میں اعتقاداً اور مشرباً حضراتِ دیوبند سے مربوط ہوں، حضرت حاجی صاحب رح سے لیکر حضرت گنگوہی رح اور حضرت شیخ الہند سے لیکر جناب مولانا حسین احمد صاحب رح غرض سب اس سلسلۂ مقدسہ کے اکابرین مرحومین و موجودین کے گرامی قدر آستانوں سے نیازمندانہ و عقیدت کیشانہ علاقہ رہا ہے اور ہے۔ اللہ اس علاقہ کو مثمر اور تجارتِ اخروی پر منتج فرمائے اور آپ حضرات نائبینِ مناب رسالت رم کے زمرہ میں محشور فرمائے آمین۔

میری اس تحریر پر جو اسوقت تک تمہید اور توطئہ مضمون ہے حضرت متحیر ہوں گے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ میری اس بکواس اور سمع خراشی کا مقصد کیا ہے

حضرت محترم! میں اپنا مقصد اور غایتِ تحریر پیش کئے دیتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ حرفِ مطلب سے قبل اپنی حیثیت کو صاف اور واضح کردوں کہ میری صورتِ سوالی ہے کیا؟ کاش کہ مجھے کبھی حاضریٔ خانقاہ کا موقعہ ملتا تو زبانی عرض و معروض کی اجازت حاصل کرتا اور پھر بیباک مگر مؤدب اپنے شبہات پیش کرتا۔ خیر اس کا تو موقعہ خدا جانے ملے یا نہ ملے۔ یہ ایک تمنا ہے اور اس

تمنا ہیں صد بار تڑپ دیرینہ ہے اور اس میں اس مکروہ دنیا کے ہزاروں مکروہات حاجب ہیں یہی خیال ہوا کہ تحریراً عرض کردوں۔ اور یہ امر بھی جتلادوں کہ بخدا میرا یہ سوال اور شبہ تعریضاً نہیں محض رفع شک کیلئے ہے تاکہ آنجناب میری اس عرض کو ناقابل جواب تصور فرماکر الزامی جواب سے اسکات نہ فرمادیں، یا التفات ہی سے خارج نہ فرمادیں۔ اس تفصیلی گذارش کا مقصد محض منشا رسوال کی وضاحت ہے۔ میں خود کبھی تھانہ بھون حاضر نہیں ہوا سنتا ہوں کہ حضرت کے یہاں ایسے قواعد وضوابط کی اہم پابندیاں ہیں کہ جو حضرت کے اکابر کے یہاں نہ تھیں، اجنبی لوگ شہرت سن کر حاضر آستانہ ہوتے ہیں اُن سے اس قدر جرح ہوتی ہے کہ مکدر واپس ہوجاتے ہیں۔ معقول شائستہ اور پڑھے لکھے قسم کے اشخاص کی نامعقولیت پر اگر ان کو تنبیہ ہو مضائقہ نہیں، وہ پڑھے لکھے ہونے کے باوجود ایسی حرکات کے مرتکب ہوں جو عقلاً عرفاً خارج از تہذیب وعظمتِ اکابر ہوں حق ہے کہ وہ تہدید کئے جائیں، مولوی صاحبان وتعلیم یافتہ اصحاب سے اگر صدور ایسے امور کا ہو جو آئینی طور پر نامناسب ہوں ضرورت ہے کہ اُن کو انتباہ کیا جائے مگر وہ بھولے بھالے اَن پڑھ دیہاتی سیدھے سادے خوش عقیدہ جاہل جو جذب صادق سے ایک نائب رسول کی زیارت کو حاضر ہو رہے ہوں، ایک اللہ رسیدہ کا جمال دیکھنا جن کی کشاکشِ سفر کا مرکز ہو جنکی آبلہ پائی ایک مقدس عالم کی رہینِ محبت ہو وہ بظاہر ضوابط سے معرّا اور قواعد سے مستثنیٰ ہونے چاہیئیں۔

ہم نے دیکھا اور سُنا ہے حضرت گنگوہیؒ وحضرت نانوتویؒ کو حضرت شیخ الہند اور حضرت سہارنپوری کو کہ امراء کے ساتھ اخلاق ضرور ہے مگر تملق اور التفات نہیں اور غرباء کے ساتھ تواضع بھی ہے اور دلداری بھی، ان کی غلطی اور بیجا

سوالوں اور اُن کے استفسارات کے بھونڈے پن پر زم. جواب بھی ہے، کوئی سر پر ہی پاؤں رکھنے لگے تو امر آخر ۔ ورنہ بہت حد تک تحمل اور غایت شفقت کا مضمون ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ اسوۂ نبوت بھی یہی ہے کہ دیہاتی حاضر ہوتے ہیں اور اُن کے بھولے پن کو برداشت کیا جاتا ہے، کہیں مسجد میں دیہاتی کے پیشاب کرنے پر ترحم ہے کہیں مہمان کی بدعنوانی پر اغضاء ہے، کہیں دوپہر کو قیلولہ کیوقت بے محل لوگوں کے پکارنے پر حلم ہے، حتی کہ حضرت حق جل مجدہٗ ہی تنبیہ فرماتے ہیں "وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا" مگر آپ مجسم بردباری ہیں۔ کہیں کوئی معمولی عورت سرِراہ اپنے طولِ بیان سے اذیت رساں ہے مگر وہ کوہِ تحمل وجبلِ حلم ذرہ برابر متجاوز نہیں ہوتے، ابھی قریب ہی میرے ایک گنگوہی بھائی حضرت کے یہاں حاضر ہوئے غالبًا وہ حضرت کا عام دربار کا وقت نہ تھا، صبح کا وقت تھا آنجناب اپنے کسی مشغلۂ تحریروکتابت میں مصروف تھے، یہ ان کی غلطی تھی کہ مخل ہوئے مگر اَن پڑھ تھے، معذور تھے، مصافحہ کے بعد کھڑے رہے اس خیال پر کہ حضرت خود دریافت فرمائیں گے۔ انھوں نے غلطی کی، وہ مصافحہ کے بعد مختصر سب کچھ عرض کر ڈالتے، کہ کون؟ کہاں سے؟ کس لئے آئے ہیں؟ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت ان پر ناراض ہوئے حتی کہ اپنے یہاں سے نکل جانے کا حکم دیدیا یہ معاملہ ایک پڑھے لکھے آدمی سے بظاہر مناسب تھا ان پڑھ جاہل میرے ناقص خیال میں ان منا[illegible]کلف نہیں، وہ محتاج ہے شفقت اور رحم وکرم کا۔ دور سے آیا، محبت سے آیا، [illegible] قدسی ہستی کی زیارت کی طلب سے نکلا۔ اور نکالدیا گیا۔ سنا کہ اکثر وبیشتر اس قسم کے واقعات پیش آتے ہیں اور دل جوئی کے بجائے حضرت کے بقول دلشوئی ہوتی ہے مگر بظاہر متجاوز اور بافراط۔ بخدا قلب میں ان واقعات کو سن کر جو اکثر کان میں پڑتے ہیں ہرگز یہ محکم خیال نہیں گزرتا کہ یہ طریق اخلاقِ نبوت کے خلاف ہے، جناب کی عظمت کے

مدِ نظر اور جناب کے بارے میں جناب کے اکابر کے تعامل و اقوال کے پیشِ نظر جب کبھی یہ وسوسہ آیا۔ نفسِ مطمئنہ نے اس کی تاویل کی جانب ملتفت کیا مگر قصورِ فہم، کہ تشفی نہیں ہوئی۔ میرا یقین ہے کہ یہ سب کچھ نزاکتِ طبع اور لطافتِ مزاج سے ناشی ہے اور بعض جلالتماٰب اکابر مثل مرزا جانِ جاناں رحؒ ایسے حالات بزرگوں پر آئے ہیں اور ان کا باعث ذکاوتِ حس مرضی یا انجلاءِ قلبی جو کچھ بھی ہو، غرض ہے۔ اور وہ بحد معذوری ہیں۔ اللہ ہم کو سوءِ ظنی اور اہل اللہ کی عداوت سے محفوظ اور " آذنتہ بالحرب " کی لعنت سے پاک رکھے۔ یہ میرا یقین ہے۔

تاہم میرے اس یقین پر خطورِ نفس کی ہلکی سی ضربات مولم اور موذی ہیں جو اس قسم کے واقعات سننے پر پیش آجاتی ہیں اور اگرچہ یقین کو اپنی جگہ سے متجاوز نہیں ہونے دیتیں مگر مضطرب ضرور کر دیتی ہیں اور خصوصاً جبکہ قاصر الفہم اور زود اعتراض نااہل قسم کے لوگوں کا تبرا بھی کانوں میں پڑتا ہے تو میں اپنے اس خوش عقیدہ دل کو تھام کر رہ جاتا ہوں۔ مجھ کو امید ہے کہ میرے اس وسوسہ کے لئے حکیم الامت کی حکیمانہ تدبیر دوائے شافی ثابت ہوگی اور بجائے تکدرِ مزاجِ سامی کے ازالہ وسواس ہوگا۔

میرے استفسار میں اگر کوئی جملہ خلافِ مزاجِ سامی اور کوئی مضمون خلافِ آدابِ اکابر ہو۔ براہِ کرم و خُلقِ نبویؐ اغضاء و عفو کو کام فرمایا جائے کہ یہ ناچیز آدابِ بزرگاں و مراسمِ خطابِ اہل اللہ سے ہنوز آشنا نہیں اور بغیر اس کے چارہ بھی نہیں میرا یہ عریضہ طویل اور سمع خراش ہے۔ دل نہ چاہتا تھا کہ اس وسوسہ کے اظہار سے قلبِ مبارک کو تکلیفِ خطاب دوں مگر پیہم واقعات و اخبار تواترِ خطور و وساوس کا باعث ہوئے اور میں نے پسند نہ کیا کہ ایک گرامی ہستی کے متعلق میرا قلب و دماغ کثرتِ خطور و وساوس کا آماجگاہ رہے اور خدانخواستہ منجر الی الظن ہوجائے

اس لئے مجبوراً اس مرض کو حکیم الامت دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور حیاء آتی ہے کہ اس تحریر اور اپنے اس مرض کو اپنے نام سے عرض کروں۔ دوسرے ایک صاحب کی معرفت پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔

اب صرف اس قدر درخواست پر اجازت چاہتا ہوں کہ اس ناکارہ کے لئے دعائے حسنِ خاتمہ اور فوز و فلاحِ دارین فرمائیں۔

حدادب والسلام

عریضۂ ادب ۱۸ر ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ سہ شنبہ صبح

## جوابِ حضرتِ والا رح

السلام علیکم

الحمدللہ میں اعتراض سے بھی مکدر نہیں ہوتا۔ اور یہ تو محض خیر خواہی ہے مگر یہ ضرور کہوں گا کہ ؎ ہم چوں ندید ند حقیقت؛ رہِ افسانہ زدند

اگر یہ اجمالی معروض کافی نہ ہو تو تفصیلی جواب سے اس لئے معذور ہوں کہ اس میں صورتِ خود غرضی و تبریہ کی ہے۔ میرے ذہن میں آپ کے سب مشورے ہیں اگر کوئی جزو سمجھ میں آگیا انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا مگر اسکی ضرورت نہیں کہ آپ کو بھی اطلاع کروں اور جو سمجھ میں نہ آیا تو عمل سے معذور ہوں مگر احتمالِ کوتاہی پر اب بھی استغفار کرتا رہتا ہوں اور سوچتا بھی رہتا ہوں۔ باقی معترضین کو سب کو معاف کرتا ہوں

# مکتوب نمبر ۲

بخدمتِ اقدس زید مجدکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

حضرتِ والا کا جواب اس ناکارہ کے استفسار پر طمانیت آفریں نیز شرف افزا ہوا، تحریرِ سامی کس قدر قلّ و دلّ ۔ کتنی جامع ۔ بلند پایہ ۔ فاضلہ اخلاق ۔ اور بزرگانہ تواضع سے مملو ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا ۔ مجھے ندامت ہے کہ میں حضرت کے قول "چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند" کے تحت سطحیات سے متاثر ہوا اور حقائق پر نظر نہ کی مجھے امید ہے کہ حضرت مجھے معذور خیال فرمائیں گے کیونکہ نظر بر حقائق و معنویت اہل اللہ کی صحبت و ملازمتِ خدمت پر موقوف ہے اور شومیٔ قسمت کہ مجھ کو ہنوز یہ میسر نہیں ۔

بلاشبہ حضرت کے معاملات نصوصِ شرعیہ اور اصولِ فراست پر مبنی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ اصولِ فراست معارضِ نص نہیں ۔ بلکہ نصوص کے مؤید ہیں ۔ البتہ معاملاتی جزئیات کا ان اصولوں سے مربوط اور ان سے منطبق سمجھنا اسوقت ممکن ہے جبکہ مصاحبت و تقلید میسر ہو اور اس تقلید پر تحقیق خود بخود مرتب ہو جائے ۔ حضرت کا ارشاد کہ "تفصیل سے بوجہ صورتِ خود غرضی معذور ہوں" حقیقۃً یہ شان ارفع ہے اکابر کی کہ وہ جس طرح خود غرضی و تبریہ کی حقیقت سے مصئون ہیں صورت سے بھی اجتناب فرماتے ہیں ۔

میری ناچیز تحریر و استفسار کو مشورہ سے تعبیر فرما کر محض احتمال کوتاہی پر اعلانِ استغفار حضرت کی غایتِ شفقت ہے کہ ایسے علو مقامی کے باوجود اپنے خردوں سے مستغنی نہیں ہونا چاہتے اور ہر جگہ حق و انصاف کو جمع فرماتے ہیں ۔

مجھے حضرت کی تحریر میں شفقت علی المخاطب ، اعترافِ تقصیر ، تواضع ،

تنبیہ وتعلیم، اصلاحِ اخلاق، تربیتِ نفس، سب ہی اخلاقِ فاضلہ کا ایسا خلاصہ ملا کہ میں اپنی تحریر پر جہاں ایک طرف اپنی غلط فہمی کی بنا پر نادم ہوں دوسری طرف اس مجمل مجموعۂ اخلاق تحریر کی زیارت اور بصری وقلبی برکت آفرینی وسکینت نوازی پر مسرور بھی ہوں، مگر میری ندامت میری اس مسرت پر غالب ہے، کہ کیوں میں نے ایسی جرأت کی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے نام اور اصل سراپا کے ساتھ پیش ہوں۔ (مگر میری ندامت مانع ہوتی ہے) اور استدعا دعا کے ساتھ ساتھ یہ بھی درخواست کروں کہ حضرتِ والا مجھے اپنے خدام میں جگہ دیں۔ اور اگر یہ امر حضرت والا کے خیال میں بوجوہ مناسب نہ ہو تو اصلاحِ حال کے لئے کوئی چیز دعا وظیفہ یا جو طریق حضرت مناسب خیال فرمائیں تجویز فرما دیں وظیفہ یا دعا جو بھی حضرت تجویز فرمادیں اگر رعایتِ اختصار ملحوظ رہے بہتر ہے یہ عرض خدانخواستہ مشورہ یا مداخلت فی التجویز نہیں بلکہ اپنی کمزوری کا اظہار ہے اس کے باوجود اگر اس رعایت کا لحاظ مناسب نہ ہو بہت بہتر۔ حسبِ ارشاد عمل ہوگا اور اگر یہ سب ہی نامناسب ہو تو ادباً اس پر بھی اصرار نہیں۔ البتہ جی یہی چاہتا ہے۔ حق تعالیٰ آنمخدوم کے فیوض سے اپنی مخلوق اور اس ناکارہ کو مالا مال فرمائے اور یہ سلسلہ متناہی نہ ہو۔

حدادب مستدعی الخیر والسلام

عریضۂ ادب ۲۵ ر ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ (گنگوہ)

---

# الجواب

السلام علیکم۔

جس طرح خطِ سابق راوی کے چند الفاظ سے مستنبط کیا گیا تھا اسی طرح

اس سے رجوع احقر کے چند الفاظ سے مستنبط ہے اگر استنباطِ اول صحیح تھا تو اس سے رجوع کیوں کیا جائے اور اگر صحیح نہ تھا تو اس دوسرے استنباط پر کیا وثوق ؟ بہر حال معاملہ کو مشتبہ سمجھنا مناسب ہے اور کوئی رائے قائم نہ کرنا چاہئے جب تک مشاہدہ نہ ہو اور مشاہدہ کے بعد رائے بدلنے کا مضائقہ نہیں لیکن ارتباطِ خاص کی درخواست اس لئے مناسب نہیں کہ ایک جانب سے اشتباہ کا اثر دوسری جانب اشتباہ ہے وہ جب بھی مرتفع ہو ۔ والسلام

## مکتوب نمبر ۳

ہواللہ

بحضرت اقدس زید مجدکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

گرامی نامہ شرف آفریں ہوا درحقیقت حضرتِ والا کا ارشاد قطعاً بجا ہے استنباطِ راوی کے الفاظ پر اور رجوعِ محض حضرت کے جمل پر یقیناً باعث اشتباہ ہے اور یہ اشتباہ مانع ارتباط ہے اس کے متعلق باادب صرف اس قدر گذارش ہے کہ پچھلے عریضہ میں جو استنباط تھا خدانخواستہ یقینی وظنی نہ تھا بلکہ عرض کیا تھا کہ اس کی بنیاد محض خطورًا تھی ۔ جو چیز ہی بدرجۂ خطر اس کا ازالہ بھی اپنے اسباب میں کسی زبردست تصریح اور عینی مشاہدہ کا محتاج نہ معلوم ہوتا تھا ۔ خطور بجائے خود ہی ضعیف و مضمحل ۔ اُس کے رد کے لئے قوی رادّ کا ہونا بھی زائد از ضرورت ۔ خطور کو خطور ہی نہ کہا جائے اگر وہ قوی اور زبردست ردِ عمل کے محتاج ہوں ۔ ادنیٰ تحریک ۔ خفیف سا تعرض دنیائے خطور کو منقلب کر دینے کیلئے کافی ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت والا کی تحریر تبریۂ نفس سے اجتناب ۔ احتمالِ کوتاہی پر استغفار اور سوچتے رہنے کا وعدہ ناچیز اور بے بنیاد خطرہ کے اظہار کو مشورہ سے تعبیر

ایک ایسے عالی اخلاق بلند صفات اور غالی اوصافِ حسنہ کا مرقع تھا جو حضرت والا کی شانِ ارفع کے تحت احساس تحریری انعکاس ہے اصل کا، اور عکس و اصل میں حقیقۃً کوئی نسبت نہیں باعتبار انکشافِ حُسن کے، اور حُسنِ عکس دلیل ہے غایتِ حُسن اصل کی یہ امر میرے لئے باعثِ تشفی ہوگیا۔ حکیم حاذق کے معمولی چٹکلے مایوس مریضوں کیلئے اکسیر ہوجاتے ہیں۔ تجاویز کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تدابیر کفایت کرجاتی ہیں۔

قرآن کے اختلافِ لغت اور فاروقِ اعظم کی حاضری دربارِ رسالت صلعم اور ہر لغت پر هٰکَذَا اُنْزِلَتْ کے ارشاد سے فاروقِ اعظم کا تامل و خطرہ اور دستِ رسالت پناہی یا ابن خطاب کے ساتھ شرحِ صدر ایک خطرہ کا رد تھا جو ایک اشارہ سے ہوگیا مانعینِ زکوٰۃ سے جہاد کیلئے خلیفۃ الرسول کا اصرار اور بربنا خطرہ فاروقِ اعظم رض کی مزاحمت ادنیٰ سی تحریک پر زائل ہوگئی، صلح حدیبیہ میں بظاہر دبکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صلح کرلینا اور بعض صحابہ کا خطرہ پیدا ہونا۔ غزوۂ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تقسیمِ غنائم میں ابوسفیان وغیرہ بعض نومسلموں کو زیادہ عنایت فرما دینا اور پھر بعض انصار کو خطرہ پیدا ہونا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ انا سلم لمن سالمتم انا حرب لمن حاربتم الخ ان سب واقعاتِ خیرالقرون سے صحابہ رض کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوءِ ظن، معاذ اللہ خطرہ ہی کا خیال ہوتا ہے جو علیہ السلام کی ادنیٰ تحریک پر زائل ہوجاتا تھا۔

مجھ کو حجاب آتا ہے یہ عرض کرتے ہوئے کہ میرا خطرہ بھی اسی نوعیت کا تھا۔ کارِ پاکان را قیاس از خود مگیر" صحابہ کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ ایسے مواقع پر ان کا یہ وسوسہ خطرہ کی حدود سے ذرہ برابر بھی ایسا اونچا تھا کہ ان کے اس صحیح استنباط (یعنی یقین و اذعان) کو مضطرب کرسکتا کہ جس پر وہ اپنا سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارہ پر نثار کرنے کو طیار تھے میرے منہ میں خاک ہو

کہ میں اپنے اس خطرہ کو صحابہؓ کے مانند سمجھوں، البتہ مشابہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ مشبہ کا مشبہ بہ سے من کل الوجوہ مشابہ ہونا ضروری نہیں کہ مشبہ و مشبہ بہ عین ہو جائیں۔

اسی طرح میرا پہلا استنباط بدرجۂ خطر تھا جو حقیقی مستنبط کا محض عرض تھا میں نے پچھلے عریضہ میں عرض کیا تھا کہ اس قسم کے واقعات سننے کو میرا نفس مطمئنہ ملتفت بتاویل ہو جاتا ہے اور یقینِ محکم کو جو ایک گرامی اور قدسی ہستی کے متعلق قلب میں راسخ ہے ذرہ برابر اپنی جگہ سے متحرک نہیں ہونے دیتا البتہ خطور سے المناک ضرور ہوتا ہے اور یہ المناک ہونا بھی اس کی کیفیت جیدہ کی دلیل ہے۔ اس یقینِ اصح کا ملتفت بتاویل ہونا مثلاً اس مریض کی قوتِ ارادی کے مانند ہے جو ہمہ وقت مقاومتِ مرض و مقابلۂ اسباب کیلئے مستعد ہے ایسی صورت میں شیخ بوعلی سینا کا یہ نظریہ "کہ مدبرۂ بدن اور قوتِ مقاومہ کی صحیح استعدادِ مدافعت مدتِ مرض کو دفعتہً گھٹا دیتی ہے اور معالج محتاج نہیں ہوتا اپنی تجاویز میں ادرار و تلیین اور تنضیج و تفتیح کا۔ برائے نام رعایتِ سبب کے ساتھ مقویات و مفرحاتِ مادی اور کبھی محض خیالی کفایت کر جاتے ہیں" صحیح معلوم ہوتا ہے۔

میں بدقسمت ہوتا اگر میرے ایک مرض خطر کا علاج حضرت حکیم الامت کی ایک تدبیر امالۂ تخیل نہ کر سکتی۔ میں شکر کرتا ہوں اور مجھ کو مسرت ہے کہ مجھ مریضِ قلب کا علاج بایں نوعیت حکیم الامت کا ایک ادنیٰ سا اشارہ اور ایک خفیف سا سہارا کر گیا میرا قلب مرضِ خطر میں ضرور مبتلا تھا مگر مدبرۂ بدن مستعد تھی مقاومت کیلئے ادھر اس سے زیادہ حضرت حکیم الامت دامت برکاتہم کی حذاقتِ مسلمہ کی ادنیٰ سی التفات ہوئی جو میرے یقینِ محکم کو اپنی جگہ پر استوار اور دشمنِ خطر کو اس کی جگہ پر پامال کر گذری،

حضرت والا کا ارشاد " اگر استنباطِ اول صحیح تھا تو اس سے رجوع کیوں کیا گیا ۔ حضرتِ من ! استنباطِ اول تو تھا ہی غیر صحیح ، اس لئے کہ بجد خطر تھا ۔ در حقیقت اصل استنباط تو وہی تھا جس کے بالمقابل یہ خطرہ آیا ، خطر کو خطر اور معارضِ یقین جو اصل تھا استنباط کا سمجھا ہی اس لئے گیا کہ وہ صحیح نہ تھا او حالتِ طبعی کے خلاف تھا ۔ اور یہی مرض ہے ۔ اس لئے واقعتہً میرا استنباط میر الیقین بحکم تھا جو اپنی جگہ پر صحیح تھا ۔ البتہ خطور کی فضاء سے مکدر تھا اور اس ہی تکدر کا علاج مطلوب تھا ، سو حضرت والا کی تحریر سے ہو گیا ، مرض خفیف تھا اور طبیب تھے حاذق تر ، اہتمام بیان کی حاجت نہ ہوئی اشارہ ہی کفایت کر گیا ۔
مریض مجبور ہے کہ اپنے کو تندرست سمجھے ۔ وہ کوئی علامتِ مرض اپنے اندر نہیں پاتا اس کا یقین دشمنِ خطر کی مزاحمت سے قطعاً اپنے آپ کو محفوظ دیکھ رہا ہے لیکن بایں ہمہ اگر مریض کا بیان اپنی قطعی احساسِ صحت پر اس کی صحیح حالت کا ترجمان نہیں اور طبیبِ حاذق کی چشمِ بصیرت مرض کا احساس کر رہی ہے تو فرماں بردار مریض کو ترکِ علاج پر ہرگز اصرار نہیں ۔ وہ اپنے اس رجوع کو بغیر اطمینان طبیب ہرگز نہ چھوڑے گا یہ اپنی حالت ہے اور اپنے کلی اطمینان کا اظہار ہے کہ قلب بفضلہٖ اصلاً اشتباہ کا شائبہ بھی محسوس نہیں کرتا ۔ اس کے بعد جب ارشاد عالی ہو عمل کیا جائے مطمئن ہو کر میری درخواستِ ارتباط کو قبول فرمایا جائے یا مشاہدہ ہی پر تبدیل رائے کو موقوف سمجھا جائے ، حتی الامکان اس کی بھی سعی کروں گا کہ جلد دست بوس ہوں ۔ حالت یہی ہے جو عرض کی کہ قلب کا کوئی گوشہ عقیدۃً اب اس خطرے سے دوچار نہیں جو رجوع الی المعالج واعتماد میں باعثِ نقصان و سقم ہو ،

حد ادب والسلام گنگوہ سرائے
عریضہ ادب ۱ر محرم ۱۳۵۶ھ دوشنبہ

# الجواب

از احقر اشرف علی ۔ السلام علیکم ۔

خط پڑھا، جواب میں معروضات ملاحظہ ہوں،

(۱) خط پڑھکر طالبعلمی کی بزم و رزم یاد آگئی، اگر وہ اپنا اثر کرتی تو ایک معتدبہ وقت تک کیلئے اچھا خاصہ مناظرہ قائم ہوجاتا جو تجربہ سے بہت ہی مضر تھا مگر الحمدللہ اکابر کے یہ ارشادات سامنے آگئے ؎

ندانی کہ مارا سرِ جنگ نیست — وگرنہ مجالِ سخن تنگ نیست

گفتگو آئین درویشی نبود — ورنہ باتو ماجراہا داشتیم

بالخصوص بڑھاپے نے یہ ارشادات بھی سامنے کر دئے ؎

چوں پیر شدی حافظ از میکدہ بیروں شو

رندی و خراباتی در عہدِ شباب اولیٰ

ورنہ ضمیر یوں ملامت کرتا ؎

شکست رنگ شباب وہنوز رعنائی

دراں دیار کہ زادی ہنوز آں جائی

(۲) اس رنگ کو چھوڑ کر صاحبِ ضرورت پر نظر کر کے دو جواب قابل عرض رہ گئے ایک ضابطہ کا وہ یہ کہ ایسی شان تحقیق لیکر جو کہ طرزِ خط سے نمایاں ہے ایک ایسے شخص کی طرف استفادہ کے لئے رجوع کیا جو تحقیق میں اس کا ہم پلہ نہیں خود خلافِ اصول اور فضول ہے ۔ دوسرا جواب رابطہ کا وہ یہ کہ علاج کا جس کی درخواست خط ہٰذا میں کی گئی ہے یہ طریقہ نہیں ہے کہ مریض تحقیقات طبیہ کو پیش کرنے لگے جیسا کہ خط میں کیا گیا (کما قیل)

فہم وخاطر تیز کردن نیست راہ ٭ جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ ۵ ــــ

کیونکہ اس میں در پردہ طبیب کی تشخیص وتجویز کو متہم سمجھتا ہے جس کا اثر طبیب پر ظاہر ہے کہ معالجہ سے عذر ہی ہوگا۔ بلکہ مریض کا منصب اظہار حالات اور درخواستِ تدبیر ہے اس کے بعد اطاعت وانقیاد

(۳) اور اگر اس پر بھی نیتِ استعلاج اور اسی طریق مذکور کے قصد کا دعوٰی کیا جائے گو الفاظ اس کے مساعد نہیں لیکن بنا بر حسنِ ظن اس کی بھی تصدیق کر کے معالجہ کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

(۴) یہ طے ہوچکا ہے کہ جو اشتباہ علاج میں حائل ہوگیا ہے اول اس کا رفع ہونا اہم واقدم ہے جیسا پہلے بھی عرض کیا گیا۔

(۵) اسی اشتباہ میں ایک دوسرے اشتباہ سے محنت ہوگئی اس کا ارتفاع بھی اصل اشتباہ کے رفع کا تتمہ ہوگیا۔

(۶) وہ دوسرا اشتباہ یہ ہے کہ باوجود قوت وسعت تعلقات قضیات متقاربہ کے اس خاص شان کی تحریر وتقریر کرنے والے کا جس کا مسکن اتنا قریب ہو نام بھی گوش گذار نہیں ہوا اور ابھی غالباً دو ہفتے ہوئے ہوں کہ ایک خط ایک خاص شان کے مضمون کا ایک مقام سے آیا جس کے طرز سے ایک دوسرے شناسا کی انشار کا شبہ ہوا تحقیق کے بعد صاحبِ خط نے اس کا اقرار کیا مجھ کو ایسا ہی اشتباہ اس خط میں بھی ہے گو لطیف اشارہ میں اس کا اقرار بھی کیا گیا ہے مگر طرز ادا نے خلجان کو بڑھا دیا اس لئے اس اشتباہ کا اثر مضمحل نہیں ہوا اس کے ارتفاع کیلئے یہ مشاہدہ تجویز کیا گیا ہے کہ مدعی خطاب کو یہ سب تحریر دیگران کی شرح کی درخواست کی جائے گی اگر اس شرح سے یہ اشتباہ رفع ہوگیا تو احتمالِ اشتباہ کے رفع کی تدابیر عرض

کی جائیں گی اور اگر اسی امتحان میں یہ منظر ظاہر ہو کہ ؎

درپسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند  آنچہ استاذ ازل گفت بگو میگویم

تو اس وقت یہ عذر کر کے قصہ کو ختم کر دیا جائے گا کہ اس معالجہ کی بالکل وہ مثال ہوگی کہ دردِ قولنج تو نادر شاہ کے ہوا معالجہ کی مشق ہو دہلوی طبیب پر۔ (یہ قصہ مشہور ہے) کیونکہ ایسا علاج محض لاطائل بلکہ مضحکہ خیز ہوگا۔

چونکہ میرے معمول سے زیادہ تطویل ہوگئی درخواستِ معافی کے ساتھ اس شعر پر ختم کرتا ہوں ؎

اندکے پیشِ تو گفتم غمِ دل ترسیدم
کہ تو آزردہ شدی ورنہ سخن بسیار است

والسلام خیر ختام

از تھانہ بھون ۳ محرم ۱۳۵۶ھ

## مکتوب نمبر ۴

از گنگوہ۔ بحضرت اقدس مولائی زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

**حال**: حضرتِ والا کا مکرمت نامہ عین انتظار میں اصلاح آفریں ہوا۔ اہل اللہ کی مخاطبت کچھ کم شرف افزا نہیں اگرچہ اس میں اپنی کوتاہی اور بدقسمتی ہے کہ مراسمِ خطاب کا سلیقہ وادب نہیں تاہم اسی لئے یہ رجوع ہے۔

حضرت کا ارشاد۔ کیفِ مناظرہ۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اپنے اساتذۂ کرام کی غایت شفقتوں نے اظہار مافی الضمیر میں بے باکی اور جرأت کا عادی

بنا دیا اسی طرز کے تحت یہ پیرایہ سامنے آیا ورنہ معاذاللہ کہ شانِ تحقیق وضابطہ کا وہم بھی آسکے۔

**تحقیق** مشفقم عزیزم سلمہٗ السلام علیکم۔
ان سب جملوں کا منشاء محبت ہے اس لئے ان کا جواب صرف دعا سے دیتا ہوں اللہ تعالیٰ اس محبت کا صلہ گمان سے زیادہ عطا فرمائے۔

**حال** تاہم بعد ندامت و تاسف یہ ارادہ ہے کہ طرزِ ادا کو حتی الامکان بدلدونگا۔

**تحقیق** متکلم کی حیثیتیں معلوم ہونے کے بعد اس کی حاجت نہ رہی بالکل آزادی ہے اگر یہ تبیین پہلے سے ہو جاتی تو قلب پر وسوسۂ اشتباہ بھی نہ ہوتا جیسا کہ اب نہ اشتباہ نہ حاجتِ تدارک یا انتباہ ہے بلکہ پچھلے خطاب سے خود یہ حالت ہے ؎

ز دستِ کوتہ خود زیر بارم — کہ از بالا بلنداں شرمسارم

(تمہید) جب متکلم کا پتہ لگ گیا اب طرزِ خطاب طبعًا بدل گیا۔

**حال** میرے لئے حضرت والا کے جملے حد درجہ منبہ ہوئے کہ بخار کے دھوکے میں انکشافِ دِق ہی ہوا۔ کہ سوءِ ادب سخت محرومی ہے اہل اللہ سے استفاضہ میں۔ حضرتِ والا کا جواب بہ نوعیتِ ضابطہ۔ بلاشبہ میں اس سے بھی زیادہ کا مستحق ہوں۔

**تحقیق** ان سب احتمالات کا خاتمہ کر دیا جائے۔

**حال** نوعیتِ رابطہ کی تحت توقعاتِ شفقت التجا کرتا ہوں کہ یہی باقی رکھی جائے

**تحقیق** بلکہ اس سے بھی زیادہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

**حال** حضرت والا کے آج کے جواب میں جہاں تحتِ ضابطہ تنبیہاتِ عدیدہ ہیں اور میری کوتاہیوں پر اطلاعات کے ساتھ میرے لئے باعثِ صد شرم و

ندامت جملے، وہیں شفقت آمیز لطائف و نکتہ سنجیاں بھی ہیں جو میرے مستقبل کیلئے خدا چاہے امید افزا ہیں۔

**تحقیق** میری قسمت کہاں جو مخلصین کی خدمت کی سعادت نصیب ہو۔

**حال** میرا احتجاب حضرت کیلئے باعثِ اشتباہ و خلجان ہے یہ طریق صرف اس لئے اختیار کیا گیا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ حضرت اپنے متعلقین و متعارفین پر بیحد کرم فرماتے ہیں یہاں تک کہ ادنیٰ انتساب بھی اگر کسی مہتم ہستی سے ہے تو بغایت اس کی رعایت فرماتے ہیں گنگوہ کے بعض وہ حاضر ہونیوالے اصحاب جنھوں نے حضرت مولانا رح یا حضرت شیخ رح سے کوئی رابطہ ظاہر کیا حضرت کے یہاں وہ ممتاز طور پر بٹھائے گئے ایک ایسی کریم و شفیق ہستی سے مجھ کو شرم آئی کہ اپنے خطرہ کا اس کے متعلق اظہار کروں اور اسی مضمون کو احقر نے اول عریضہ کے اختتام کے قریب صاف الفاظ میں عرض کیا تھا کہ عریضۂ ہذا ایک دوسرے شخص اسحٰق نامی کے نام سے پیش کرتا ہوں کہ اپنے نام سے پیش کرتے ہوئے حیا آتی ہے۔ خدانخواستہ حضرت کو اس مغالطہ میں رکھنا مقصود نہ تھا کہ محمد اسحٰق ہی اصل کاتب ہے۔ یہ اس لئے عرض کیا کہ حضرت کے فرمودہ شعر (در پس آئینہ طوطی الخ) سے ایسا ہی مستفاد ہوتا تھا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک گنگوہی صاحب سے حضرت نے دریافت فرمایا تو ان کے اس عرض کرنے پر کہ وہ اَن پڑھ ہے حضرت نے اظہارِ تعجب فرمایا کہ تحریر پڑھے لکھے کی معلوم ہوتی ہے اس سے بھی خیال ہوتا ہے کہ حضرت کے خیالِ مبارک میں اول عریضہ کی وہ تحریر نہیں رہی اسی وجہ سے یہ اشتباہ باعثِ خلجان ہوا

**تحقیق** واقعہ یہی ہوا مگر اس احتجاب کا جو داعی لکھا ہے اس نے رعایت و لطافت کا مسخر بنا دیا گو وہ غلط اجتہاد تھا مگر وہ غلطی بھی موجب اجر ہوئی ہے ورنہ اظہار

اسکا عکس ہوتا کما سیذکر۔

**حال** اس حیار کے ساتھ یہ خیال بھی گذرا اگر اپنے نام کیساتھ یہ معروضہ پیش کیا گیا تو شاید حضرت والا اس احقر سے تعلق کی بنا پر بجز اعتراف کچھ بھی ارشاد نہ فرمائیں اور میرا مقصد حل نہ ہو سکے کہ اصل علت و مصلحت اس طریق عمل کی معلوم ہو سکے مغائرانہ طور پر عقدہ کشائی ممکن ہے کہ حضرت بے تکلف اور صاف ایضاح مصالح فرمادیں مگر میرا یہ خیال غلط نکلا اور حضرت نے میرے قیاس و گمان سے بڑھکر اخلاق کو کام فرمایا اور مغائرانہ طور بھی مخاطب کو اسی عالی خلق سے جواب دیا جس طرح ایک متعلق اور متعارف کو تحتِ کرم دینا حضرت کی عادت تھی جس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت کے اخلاق میرے قیاس سے کہیں ارفع ہیں۔

**تحقیق** یہ آپ کا محض حُسنِ گمان ہے ورنہ میں اس سے زیادہ کھلتا اور بشاشت سے کھلتا کیونکہ سوال میں جانبِ مخالف کا شُبہ بھی ہوتا جیسا اب ہوا اور تحقیق سے کسی قدر رُکا رہا۔ اس وقت نہ رُکتا جیساکہ اب مختصراً دو جواب عرض کرتا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں حدِ خمر مقرر فرمائی جو پہلے دو عہد میں نہ تھی اگر وہاں ایسا سوال کیا جائے کہ آپ نے ایسی جرأت کیوں کی وہاں یہی جواب ہوگا کہ ضرورت شدید ہوئی۔ وہی جواب یعنی دوسرے جواب کے مشابہ یہاں بھی ہے اور وہ ضرورت۔ عوام کی حالت کا بدل جانا ہے۔ اور اس تبدل کا اجمال یہ ہے کہ ہمارے اکابر کے وقت میں عوام بدتمیز تھے مگر تمیز دار نہ بنتے تھے سادہ اور مخلص تھے اب متمدن اور مہذب بنتے ہیں جس سے ایک گونا تکلف پیدا ہوجاتا ہے جس سے اذیت ہوتی ہے اور ان کے جہل کا رفع کرنا ضروری ہوجاتا ہے وہ بھی اس وقت تک کہ تربیت کا قصد کیا جائے جیسے طبیب جب تک

معالجہ کا قصد کرے گا مریض کی قلت افہام و دوا و پرہیز پر بگڑے گا البتہ جو چیز مریض کی حدِ فہم سے خارج ہو وہاں اس کا دوسرا لہجہ ہوگا مگر اب مدت سے خیال ہو رہا ہے کہ اس تربیت ہی کو چھوڑ دوں اور خوش خلق بنکر دکھلا دوں لیکن نفع یقیناً بند ہو جائے گا جیسے طبیب مریضوں کو بجائے فصد و مسہل کے مفرحات تقسیم کرنے لگے اور یہی منشاء ہر دو کا ہو رہا ہے اب جو رائے قائم ہو

**حال** اب چونکہ سابقہ عریضہ ایک خطرِ محض کا اظہار تھا اور پہلے ہی جواب میں وہ دور ہو گیا میرا عقیدت شعار اور محبت آگیں قلب اول ہی سے حضرت کی جانب مائل تھا، اب تحریک ہو گئی اور درخواستِ ارتباط بھی پیش کر دی بے نقاب ہونے کا مرحلہ تھا اسمیں میری ندامت حائل ہو گئی بر بناء تقاضاء قلب نہ درخواستِ ارتباط کو مؤخر کر سکتا تھا نہ خود ظاہر ہونا ہی بوجہ ندامت مجھ ضعیف سے ممکن تھا، خیال بھی ہوا کہ جب تک حضرت کی خدمت میں حاضری میسّر ہو مکاتبت ہی سے میری تدابیر و علاج کا آغاز ہو جائے چنانچہ معروضہ پیش کر دیا اس پر حضرت نے اپنے اشتباہ کا اظہار فرمایا جو اپنے محل پر قطعًا بجا تھا اور میں مجبور تھا کہ حضرت کے اشتباہ کو اس طرح رفع کروں کہ استنباطِ اول کو خطرۂ محض کی حد میں دکھلا کر جو واقعہ تھا اس کے ازالہ کا یقین دلاؤں کیونکہ درخواستِ ارتباط کو قبول فرمانا اسی پر موقوف تھا، مقصد صرف اسقدر تھا جس کی تفصیل و توضیح میں کلام ایسا طویل ہو گیا کہ وہ میری طبعی و معتاد جرأت۔ نیز طریقِ اظہار میں خلافِ ادب پیرایہ اختیار کر کے حضرت والا کے لئے باعث تکدر اور میرے لئے لائق تنبیہ و ضابطہ ہوا۔ میں بصد ادب صرف اس قدر گذارش کر کے اپنے اس سمع خراش عریضہ کو ختم کر دوں گا

کہ بخدا مقصد تفصیل اور محض رفع اشتباہ تھا جس پر ارتباط کو حضرت نے موقوف فرمایا تھا البتہ میری ناسمجھی، کوتاہ عقلی، تخاطب اہل اللہ سے ناآشنائی اس کو معقول پیرائے میں ادا کرنے کے بجائے نامعقولیت سے مغبر کر گئی اور تخاطب حضرت حکیم الامت کا تناسب نیز مذاق و مشغلہ کے انہماک کا غیر اختیاری عمل بقول حضرتِ والا کے تحقیقاتِ طبیہ کو قلم پر لے آیا جس پر مجھ کو افسوس اور سخت ندامت ہے۔ اور بادب طالبِ عفو ہوں۔

**تحقیق** سب اجزار کی تصدیق کرتا ہوں۔

**حال** حضرت کا یہ ارشاد کہ رفع اشتباہ کا علاج یہ مشاہدہ تجویز کیا گیا ہے کہ مخاطب اپنی تحریر ہاتھ میں لیکر شرح کرے سو تحریری شرح کی تعمیل تو جسقدر بآسانی ممکن تھی یہ ہے اب اظہار نام کے لئے بھی کوئی تقریب تلاش کر کے جلد تعمیل کروں گا مگر حیران ہوں کہ کیا کروں؟

**تحقیق** اب سوچنے کی ضرورت نہیں رہی اسم اور مسمیٰ سب خود ظاہر ہو گئے اب اس تقریب کا لقب تبعید رکھ کر اس کو چھوڑ دیجئے گا اور ایک محبوب عزیز کے قلب کو مشوش کرنے پر خود متاسف ہوں مگر جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اور جب اس کا انجام ان شاءاللہ اچھا ہوا تو اس پر نہ آپ کو ندامت ہونا چاہیے نہ مجھ کو تاسف!

**حال** عریضۂ اول میں اظہارِ خطر ہی کے بعد اظہارِ نام میں ندامت مانع تھی اور اب تو معاملہ طویل اور اہم ہو گیا سوچتا ہوں کہ جرائم بکف کیسے جرأت کروں۔ تاہم یہ سب طویل معروض احتجاب سراپا کے عذر اور طریقِ نامناسب کے طلبِ عفو پر مشتمل ہے۔ نیز اس تحیر پر کہ تقریبِ اظہار کیا اور کیسے ہو اور یہ داغِ وجہ کیسے دور ہو بہرکیف اگر حکم ہے تو نہ صرف اظہار نام بلکہ حاضری

کے لئے بھی آمادہ ہوں، گو ندامت کی جوتیاں سر پر اور سر کی شان پیر پر ہو گی مگر ہو، بجانِ درویش، حضرت والا کا وہ جملہ جو لفافہ پر مکتوب ہے کہ تحریکِ محبت کی نیت رکھتا ہوں، اس کی تعمیل انشاء اللہ جلد یا بدیر ضرور ہو گی، اب طلبِ عفو کیساتھ اس عریضہ کو تمام کرتا ہوں نیز امید رکھتا ہوں کہ حضرت اعلانِ عفو کے ساتھ ارشاداتِ مناسبہ ضروریہ سے مطلع فرمائیں گے۔

**تحقیق** خصوصیت متکلم پر نظر کر کے جرم ہی نہیں جو ضرورتِ عفو ہو ا نبت البیع البقل کا متکلم اگر دہری ہو تو جرم ہے لیکن اگر موحد ہو تو جرم نہیں اور جو معلوم نہ ہو تو اشتباہ کی حالت ہے پس ظہورِ اشتباہ اور ظہور رفعِ اشتباہ کی حالت ایسی ہی تھی یہ تو طلبِ عفو کا جواب تھا۔ باقی جس چیز کو آپ نے ارشاداتِ مناسبہ سے تعبیر کیا ہے گو مجھ میں اس کی اہلیت کہاں ہے لیکن تاہم بقول عارف جامی رح ؎

بیا جامی رہا کن شرمساری

معروضات ذیل پیش کرتا ہوں (۱) اپنی مصالح دینیہ میں مشورہ کیلئے زندوں میں سے ہمیشہ کیلئے صرف ایک کو تجویز کر لیا جاوے خواہ اس تجویز میں برس ہی کیوں نہ صرف ہو جائیں خدمت عقیدت محبت تعظیم خواہ متعدد سے رہے اور رہنا چاہیئے مگر مشورہ کا تعلق صرف ایک سے اور وہ بھی معتد بہ مدت تک صرف مکاتبت سے بلا مخاطبت، (۲) اس ایک کی کوئی اور اگر گرانی ہو، جب تک اس کا تحمل ہو اس کو نہ چھوڑا جائے اور جب تحمل سے گذر جائے پھر دوسرا واحد اسی شان کا تجویز کر لیا جائے اور چونکہ بیعت کے بعد ایسی تبدیلی طبعاً موجب خجلت ہے اس لئے بیعت کی کسی سے بھی ضرورت

نہیں (۳) اس واحد سے اپنا رطب و یابس کچھ نہ چھپایا جائے اور یہ اطمینان رکھا جاوے کہ وہ واحد نہ دوسروں پر ظاہر کرے گا نہ کسی نقص کو حقیر سمجھے گا،

**اطلاع** - بے تکلف مخصوصین کے مضامین کا جواب دینے کی یہی ہیئت میرا معمول ہے مستقلاً جواب نہیں لکھتا اب تک اشتباہ مانع تھا اب مانع مرتفع ہوگیا اس لئے اپنے معمول پر عمل کیا اس مکاتبت کا لقب مابعد اگر وہ متحقق ہو میں نے یہ تجویز کیا ہے "الکتاب المحمود فی خطاب ابن مسعود"
اشرف علی

## مکتوب نمبر ۵

**حال** ازاحقر عبدالرشید محمود عفی عنہ — بخدمت اقدس مولائی زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ مکرمت نامہ اور بنام حضرت والامعرفت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب راحت آفریں ہوا جواب میں اس لئے دیر ہوئی کہ مولانا کی معیت میں بعجلت دیوبند جانا ہوا اور وہاں تین روز صرف ہوگئے اب کل واپس ہوکر حاضر خدمت ہورہا ہوں

**تحقیق** از اشرف علی۔ بملاحظہ محترم سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم،
میں احتیاطاً ہمیشہ کے لئے بیفکر رہتا ہوں کہ مجھ کو محبوب سے محبوب کے خط کا انتظار نہیں ہوتا

**حال** اس ننگِ خاندان کے سوءِ تخاطب سے حضرت کے قلب مبارک کا صاف ہوجانا معلوم ہوا کہ جو ازالۂ اشتباہ کی جد وجہد میں اذا رنامناسب کے ساتھ پیش آگیا تھا اور حضرت نے بجائے تکدرِ مزاج تسترِ عیوب فرمایا اور دامنِ عفو ومرحمت میں چھپالیا للہ الحمد والمنۃ۔

**تحقیق** مجھ کو ایک مصرع اپنے متعلق یاد آگیا ۔ گدا اگر تواضع کند خوئے اوست لہذا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔

**حال** مجھے حضرت کے منشاء وارشاد کی تعمیل میں ادنیٰ تامل بھی نہیں جس طرح رائے

اورامر ہوگا عمل کروں گا، سردست بیعت کو پسند نہیں فرمایا۔ بہتر۔ معنیً تو بیعت ہوچکا ہوں۔ اظہار جب بھی مقدر ہو حضرت کے خلاف منشار کبھی کسی امر میں بھی اصرار نہ ہوگا۔

**تحقیق** جزاکم اللہ و بارک فیکم۔ اس پر دوسرا مصرع یاد آگیا ؎

تواضع زگردن فرازاں نکوست

کیا یہ مشورہ کیا جاسکتا ہے محبت کا قصہ ہمیشہ ہی کے لئے کالعدم کردیا جائے کوئی نفع اس پر موقوف نہیں اور اس کے عدم میں یہ نفع ہے کہ طالب جب مصلح کی تعلیم کو خلاف مذاق پاوے تو دوسرے مصلح کو بدل دے جیسے طبیب کو اسی اصل پر بدل دیا جاتا ہے۔

**حال** مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب کی معرفت حضرت کا مجھ پر مطلع ہوجانا موجب ندامت ہوا۔

**تحقیق** یہ ندامت خود تصفیۂ باطن کے اسباب میں سے ایک شاندار سبب ہے مبارک ہو۔

**حال** مگر ان کے بیان کردہ اور اپنی متوقعہ جناب کی شفقتوں کی خصوصی جہات میرے لئے باعث اطمینان اور اس خواب کی بظاہر تعبیر ہوگئیں جو اس مکاتبت سے چند ہفتہ قبل اس احقر نے دیکھا تھا جسکو عرض کرنے کو جی چاہتا ہے کہ حضرت اس کے متعلق کچھ تحریر فرماویں۔

"میں نے دیکھا کہ میں اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ تھانہ بھون حاضر ہوا اور خانقاہ امدادیہ کی تلاش کررہا ہوں کسی شخص سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ مولانا کا مکان یا خانقاہ محلہ فیض عام میں ہے۔ محلہ فیض عام پوچھتا ہوا ایک طرف کو چلا تو ایک بلند سے دروازہ کو دیکھکر خیال ہوا کہ یہی محلہ فیض عام اور دروازۂ خانقاہ ہوگا اوپر چڑھا تو معلوم ہوا کہ سامنے ایک حوض ہے اور اس پر حضرت وضو فرمارہے ہیں

ہیں ہاتھ میں مسواک ہے مجھے دیکھ کر کھڑے ہوئے اور نہایت متعارف مگر قدرے تعجب کی نگاہوں سے دیکھا، آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے مگر بافراط کسیاہی واضح ہو رہی ہے اور کھڑے ہو کر میری طرف نہیں بلکہ کوئی ضرورت کی چیز لانے کے لئے دوسری طرف ذرا بڑھے اس کے بعد کچھ اور بھی دیکھا مگر یاد نہیں اس خواب سے اٹھ کر آج تک محلہ فیض عام اور آنکھوں کا سرمہ دماغ میں پوری قوت کے ساتھ منتقش ہے خدا کرے میرے اس خواب کی تعبیر میری اصلاحِ حال اور رضاءِ حق سبحانہ، کی تبشیر ہو اور حضرت حکیم الامت دامت برکاتہم کی التفات و توجہ میرے مسلمان و منقاد ہو جانے کا سببِ واصلہ ہو آمین۔

**تحقیق** میں ہوں ہی کیا چیز جس پر ایسے خواب کا انطباق ہو سکے مگر بمقتضائے اَنَا عند ظنِ عبدی بی آپکو اپنے خیالات کی برکت ضرور عطا ہو گی۔

**حال** اب یہ ناکارہ وقتاً فوقتاً ماہ بماہ اپنے حالات پیش کرتا رہے گا اللہ کرے اس کتاب محمود کی عاقبت بھی محمود ہو جس کو اس نے فی خطاب ابن مسعود کے لقب سے مسعود بنا دیا ہے۔

**تحقیق** انشاء اللہ، میں بھی انشاء اللہ دل و جان سے ہر ممکن خدمت کیلئے حاضر رہوں گا اللہ تعالیٰ آپ کی میری مدد فرمائے۔

**حال** حضرت! میرا نظام الاوقات یہ ہے، صبح تلاوتِ قرآن کے بعد کچھ دیر مطب میں بیٹھ جاتا ہوں ظہر پڑھکر مغرب تک مسجد ہی میں رہتا ہوں اس عرصہ میں اکثر درود پڑھتا رہتا ہوں ظہر سے مغرب تک تقریباً یکسوئی ہی رہتی ہے اتفاقاً کوئی مریض یا ملاقاتی آ گیا۔ اس قسم کے لوگ بالعموم صبح ہی کو آتے جاتے ہیں۔ بعد مغرب مکان جاتا ہوں چند رکعت اوابین میں ایک آدھ پارہ پڑھ لیتا ہوں، عشاء کے بعد کچھ دیر کوئی کتاب دینی وطبی دیکھ کر سو جاتا ہوں۔

**تحقیق** ماشاءاللہ معمولات ایسے کافی ہیں کہ اکابر کے معمولات کے مشابہ ہیں ان میں کچھ تغیر وتبدل کی حاجت نہیں صرف تہجد کا اضافہ کر لیا جائے، اگر اخیر شب میں تکلف ہو بعد نمازِ عشا ہی یہ اکثر محدثین کے نزدیک تہجد نہیں بلکہ صلوٰۃ الیل ہے۔ مگر ایک حدیث کی رُو سے ـــ کہ ارشاد ہے کفتاہ۔ حسب تفسیر محققین قائم مقامِ تہجد کے ہوجاتا ہے جیسے فقہاء کا اجماع ہے کہ اگر عین دخولِ مسجد کے وقت کوئی سی بھی نماز پڑھ لے وہ قائم مقام تحیۃ المسجد کے ہوجاتی ہے۔ مستقلاً حاجت نہیں رہتی۔

**حال** فکرِ دنیا اکثر رہتی ہے قلب کو یکسو کرنا چاہتا ہوں مگر فارغ نہیں ہوتا ظہر و مغرب کے مابین کا خاموش وقت بھی افکارِ دنیوی سے فارغ نہیں ہوتا۔

**تحقیق** جو چیز اختیار سے خارج ہو وہ ذرا بھی مضر نہیں ہے یہ کلیہ عمر بھر کیلئے رہبر ہوگا۔

**حال** کبر بجید محسوس ہوتا ہے ہر ہر امر میں اگرچہ سعی کرتا ہوں کہ اس کے مقتضا پر عمل نہ ہو۔

**تحقیق** پس مامور بہ کا امتثال ہوگیا یہ بھی اسی کلیہ کا جزئیہ ہے بلا اختیار جو کبر ہو وہ عملِ کبر نہیں جو مذموم ہے۔ وسوسۂ کبر ہے لا محمود و لا مذموم بل معفوعنہ بنص الحدیث۔ البتہ اس کے مقتضیٰ پر عمل یہ اختیاری ہے سو اس سے تحرز بھی اختیاری ہے۔

**حال** نماز میں شگفتگی و دلجمعی کبھی نہیں ہوتی بلکہ بار ہوتا ہے۔

**تحقیق** اسباغ الوضوء علی الطہارۃ دال ہے ایسے بار کے مجاہدۂ نافعہ ہونے پر

**حال** اب حضرت والا جو تحریر فرمادیں

**تحقیق** ہر جزد کے ساتھ ساتھ اپنا خیال و مشورہ عرض کردیا۔

حال بیان حال کا طریقہ یہی ہو یا جو جس طرح ارشاد ہو،
تحقیق بالکل یہی طریق ہے جو اول ہی وحلہ میں الہام ہوگیا۔
حال حضرت والدہ صاحبہ محترمہ سلام مسنون عرض کرتی ہیں اور درخواست دعاءِ
حسنِ خاتمہ حدادب والسلام (ابن مسعود غفرلہٗ)
تحقیق میری طرف سے بھی سلام مع الدعا رلکل صلاح وفلاح
(تمہید) بڑا الفظ القاب میں لکھوں تو آپ کو گوارا نہ ہوگا چھوٹا مجھ کو گوارا نہ ہوگا محترم کا لفظ محاورات میں دونوں موقعوں پر مستعمل ہوتا ہے اس کو اختیار کرلیا تاکہ جس کا جو دل چاہے نیت کرے۔

## مکتوب نمبر ۶

حال ازاحقر ناکارہ عبدالرشید محمود عفی عنہٗ
بحضرت اقدس سیدی وسندی ومولائی زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
پرسوں عریضۂ ادب ارسال خدمتِ والا کیا ہے کل وہ دست بوس ہوا ہوگا
تحقیق مشفق محترم السلام علیکم۔
تب ہی جواب بھیجدیا تھا۔
حال آج اس وقت یہ عریضہ قلب کے شدید تقاضے کی بنا پر بغیر انتظار جواب حضرتِ والا پیش کررہا ہوں۔ اب اس وقت صبح تقریباً ۶ بجے کا عمل ہے، صبح صادق کے وقت ایک خواب دیکھا سو کر اٹھنے کے بعد اب تک اس کا اثر قلب ودماغ پر ایسا حلاوت کے ساتھ مستولی ہے کہ میں اپنے مربی ومشفق اور ملاذِ دنیا وآخرت کی خدمت میں اس کو عرض کرنے کے لئے مضطرب ہوں۔

**تحقیق** کجا میں کجا یہ اوصاف، ممکن ہے کہ اس حُسنِ ظن سے میرا کام بھی بن جاوے

**حال** بظاہر میرا دماغ خوابی وضع کا نہیں ہے اہم تر خواب دیکھتا ہوں اور صبح اٹھ کر کوئی اہمیت قلب میں نہیں پاتا لبسا اوقات اضغاثِ احلام تبخیراتِ معدی اور حدیثِ نفس سمجھ کر ٹال دیتا ہوں۔

**تحقیق** اپنے مذاق کے توافق سے مسرور ہوں۔

**حال** کمتر ایسے رویا ہیں جن سے متأثر ہوا ہوں مگر اس رویا نے جسے عرض کرنے کیلئے بے چین ہوں اور میرا دماغ اس کے اثر سے مخمور ہے قلب میں ایسا اہتمام شان پیدا کیا کہ صبح اٹھ کر نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر نہ رہا گیا کہ اپنے وسیلۂ یوم وغد کی خدمت میں بہ عجلت پیش نہ کروں۔

**تحقیق** یہ بھی منجملہ علاماتِ صدق رویاء کے ہے الصدق طمانینۃ وارد ہے یہ سب آثارِ خواصِ طمانینت سے ہیں۔

**حال** میں نے دیکھا کہ میں غالباً دہلی گیا ہوں میرے ساتھ مجمع ہے جس میں احباب بھی ہیں اغیار بھی۔ یہ سب لوگ ایک طرف کو جا رہے ہیں راستہ میں بازار آیا۔ دیکھا کہ بعض طوائف گا بجا رہی ہیں نغمہ سمع فریب ہے

افسوس کہ سماع بالطبع بہت مرغوب ہے اس رغبت کی یہ کیفیت ہے کہ آج کل فونوگراف کا مذاق عام ہے دور سے شب کو سوتے وقت اگر آواز آنے لگتی ہے تو نیند دشوار ہو جاتی ہے مگر الحمد للہ بالقصد کبھی نہیں سنا۔

**تحقیق** احتیاطاً عرض کرتا ہوں کہ جو حکم ہے قصد تہیہ کا وہی حکم ہے دوسرے کے تہیہ کے بعد قصدِ استماع کا خداوند تعالیٰ دونوں سے محفوظ رکھے۔

**حال** اوروں کی خبر نہیں، میں کم از کم غضِ بصر کے ساتھ اُس بازار سے گذر گیا۔ ایک جگہ پہونچکر معلوم ہوا کہ یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ

مبارک ہے زیارت کا ارادہ کیا، معلوم ہوا کہ اب وقت نہیں، جن صاحب
کے پاس کنجی ہے وہ چلے گئے۔ میں نے کہا کوئی شکل اگر ممکن ہو ایک شخص
نے جواب دیا کہ حاجی مقصود ان کا نام ہے بارہ آنے ان کی نذر کئے جائیں
تو آکر دروازہ کھولیں گے میں نے آمادگی ظاہر کی دفعۃً وہ شخص سامنے آگئے
اور دروازہ کھولدیا، زینہ بلند ہے سب لوگ اندر داخل ہوگئے، روضۂ
مبارک مختصر اور مکلف ہے قبر مبارک پر غلاف بھی ہے میں کوئی خاص عمل
کرنا چاہتا ہوں ایک صاحب مانع ہیں میں اس کی اباحت پر بحث کر رہا ہوں
اس کے بعد ہم لوگ مواجہ میں بیٹھ گئے قبر مبارک شرقاً و غرباً ہے حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک سے اُٹھ بیٹھے ترتیب یاد نہیں، دیکھا کہ کھانا چُنا ہوا
ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہمانوں کی نہایت ہی خاموش اور انتہائی
شفقت کے ساتھ مدارات فرما رہے ہیں۔ کبھی کوئی چیز سامنے بڑھاتے ہیں
کبھی کوئی، میرے سامنے روٹی، دہی اور بالائی ہے دہی میں سرخ مرچ
بھی ہے کھانا بہت لذیذ، مگر اس سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت
و مدارات لذیذ اور پُر حلاوت ہے میرے ہمراہی چُپ چاپ کھا رہے ہیں
مگر مجھ پر گریہ طاری ہے۔ کبھی اس گریہ کا کیف بہ تکلف بھی محسوس کرتا ہوں
یعنی اس شرف پر کچھ رونا آتا ہے کچھ رونے کی کوشش کرتا ہوں، حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا خاموش مہر اس وقت کیف آفریں ہے کہ الفاظ اظہار
سے قاصر ہیں ہم لوگ کھا چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکابی آگے
بڑھائی میرے ایک رفیق نے سیر ہونیکا عذر کیا میری طرف بڑھائی تو میں
نے لعمیلاً و برکۃً لیلی۔ باوجود اس لطف و رفق کے ہیبت اس قدر ہے
کہ روئے انور پر نظر نہیں پڑ سکی میرے رفقاء نے خوب زیارت کی، کھانے

سے فراغت ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اُٹھ آئے مگر گریہ کا سلسلہ برابر جاری ہے حتیٰ کہ آواز نکلنے لگی میرے رفقا بعض مجھ کو سمجھاتے بھی ہیں بعض ہنستے بھی ہیں مجھے التفات نہیں حتیٰ کہ اب رخصت ہونے کا وقت آیا اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسری جگہ ہیں بڑھکر مصافحہ کیا اور روتے ہوئے بعض امور کیلئے دعا کی درخواست کی جن میں انجام بخیر ہونا یاد ہے۔

بعض دنیاوی امور کے لئے بھی جی چاہا عرض کروں مگر عظمتِ شان مانع ہوئی اور رخصت ہوگیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت محبت کے ساتھ رخصت فرمایا قلب پر بے حد اثر ہے۔ اب مجمع میں اس کا ذکر ہے۔ فخرالدین ایک شخص ہیں اُن سے کہہ رہا ہوں کہ یہ منام نہیں بیداری میں زیارت ہوئی ہے۔ اللہ اکبر۔ ایک صاحب اس پر شبہ کرتے ہیں شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں مگر قلب اس کی تصدیق نہیں کرتا اور بھی کچھ دیکھا مگر یاد نہیں۔

اب حضرت والا دام مجدہم کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس کے متعلق کچھ تحریر فرمادیں۔

**تحقیق** صریح کو اور کیا صریح کروں کہ تحصیل حاصل ہے بازار اور گانا دنیا اور اس کے منکرات ہیں باوجود قرب دنیا کے اس سے تجاوز کرنا صورت مجاہدہ کی ہے جو مفتاحِ مشاہدہ ہے، اطعمہ صورت ہیں برکات دینیہ کی جو سرکار سے عطا ہوئیں، آگے زیارت و مصافحہ کے متعلق کلام ہی کی ضرورت نہیں کس کی قسمت مبارک ہزار مبارک!

**حال** خصوصًا اخیر کا جزو پریشان کن ہے کہ یعنی ایک شخص کا اشتباہ رویتِ حقیقیہ پر

**تحقیق** ایسے اشتباہات سے کیا ہوتا ہے جبکہ علم ضروری کے طور پر قلب شہادت دیدے بس قول منصور پر ہی معیار ہے صحت رُویت کا ہم قول منصور پر عمل کر کے

اَنَاعِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ کی دولت کیوں نہ حاصل کریں اس لئے اختلاف مُضر نہیں اور مہابت سے نہ دیکھنا یہ دیکھنے سے بھی اعلیٰ و احلیٰ ہے کما قیل

بخدا کہ رشکم آید بدوچشم روشن خود
کہ نظر دریغ باشد زچنیں لطیف روئے

**حال** اس خواب کے خدوخال میں واقعیت ہے تو سبحان اللہ، حق تعالیٰ اتباع بھی میسر فرمائے کہ بغیر اس کے بے سود ہے اس کی حلاوت تو ایسی ہے کہ مشامِ روح معطر ہے "من رانی فقد رانی" کی بشارت سے تشفی ہوتی ہے مگر اس خیال سے کہ علماء مختلف ہیں رویت میں کہ مطابق حُلیہ زیارت ہو تو حقیقت ہے اور میں بوجہ مہابت چہرہ اقدس نہ دیکھ سکا، حلاوت خواب کے ساتھ یہ اشتباہ، نیز قبرِ مبارک پر غلاف اور روضۂ اقدس کا مکلّف ہونا؟

**تحقیق** خواب میں معانی بشکل صورتِ مثال ہوجاتے ہیں چونکہ یہ صورت عرفاً عظمت کی ہے عظمتِ حقیقت اس صورت سے نمایاں ہوئی

**حال** بازار میں طوائف کا ملنا۔

**تحقیق** اوپر عرض کرچکا ہوں

**حال** یہ امور کہیں منذرِ فسق و بدعت نہ ہوں مستقبل میں۔

**تحقیق** خدا نہ کرے، قلب میں نکیر یہی دلیل ہے اس احتمال کی نفی کی۔

**حال** سردست تو بحمداللہ قلب ادنیٰ بدعت کو بھی مُنکر جانتا ہے آئندہ حق سبحانہٗ بتوسلِ حضرت مدظلہ اپنے حفظ و امان میں رکھیں

**تحقیق** انشاء اللہ تعالیٰ ان بشارات کی برکت سے اور زیادہ حفاظت کی امید ہے

**حال** امید ہے کہ حضرت والا اس کے متعلق کچھ تحریر فرمائیں گے کہ بعض اجزاء روح پرور اور بعض تشویشناک ہیں۔

**تحقیق** جو ذہنِ ناقص میں بیساختہ آیا جا بجا لکھدیا۔

**حال** یہ اپنی عمر میں تیسری مرتبہ زیارت ہوئی ہے ایکدفعہ زمانۂ طالبعلمی میں کہ پابندِ صلوۃ بھی نہ تھا، دیکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امامت فرما رہے ہیں اور میں صرف احاطۂ خانقاہ میں ہوں داخلِ مسجد بھی نہیں۔

**تحقیق** اتنی ہی رویت کی برکت حبِ جماعت ومسجد کی صورت میں واقع ہوئی۔

**حال** دوسری بار اباجان علیہ الرحمۃ کے بعد کہ دلائل الخیرات بصد ذوق وشوق آٹھوں منزل یومیہ پڑھتا تھا، مولوی محمد شفیق صاحب گنگوہی بھوپالی حضرتِ والا کے خادم سفرِ حج سے واپس ہوئے اور قیامِ مدینہ منورہ کا یہ خواب بیان کیا کہ کوئی شخص اس احقر کی طرف اشارہ کرکے یہ کہہ رہا ہے کہ اس کے گھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روزمرّہ تشریف لیجاتے ہیں اس بشارت سے حرارتِ شوق اس قدر بڑھ گئی کہ اکثر وقت اسی تخیل میں بسر ہونے لگا ہفتہ نہ گذرا تھا کہ زیارت میسر ہوئی۔ اس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بائیں ہاتھ کو اپنے دستہائے مبارکہ میں پکڑ لیا شدّتِ سرور سے آنکھ کھل گئی اس کے بعد اشتیاق رہا کئی سال گذر گئے، آج حق تعالیٰ نے یہ نعمت میسّر فرمائی مگر بعض اجزا اس کے پریشان کن ہیں۔

اس لئے حضرت کی خدمت میں تفصیلاً عرض کر دیا جیسا ارشاد ہو

حدادب گنگوہ سرائے سہ شنبہ ۱۱ر جمادی الثانیہ ۵۶ھ

**تحقیق** خواب کے متعلق تو جو کہنا تھا کہہ چکا اب اس استرشاد کے جواب میں درخواست ہے کہ مجھ آوارہ ناکارہ کو بھی دعائیں یاد کر لیا کیجئے کہ ان دوستوں کا ایک چھینٹا مجھ پر بھی پڑ جائے۔

# مکتوب نمبر ۷

**حضرت حکیم صاحب!** از احقر عبدالرشید محمود عفی عنہ گنگوہ

بحضرت اقدس مولائی و وسیلہ یومی وغدی زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

**حضرتِ والا!** مشفق محترم زید فضلکم، السلام علیکم،

**حضرت حکیم صاحب!** امید ہے حضرت والا بہمہ وجوہ بخیر و عافیت ہوں گے۔

**حضرت والا!** الحمد للہ ببرکت دعا راحباب۔

**حال** یہ احقر اس دفعہ بہت دیر کے بعد حاضر خدمت اقدس ہو رہا ہے جس کی وجہ بجز خرافات دنیوی اور انہماک فی الدنیا کچھ نہیں حق تعالیٰ رحم فرماویں اس درمیان کچھ ایسا پریشان رہا کہ باوجود تقاضا رقلب عریضہ ارسال خدمت نہ کرسکا

**تحقیق** کیا حرج ہے اگر اس سے بھی زیادہ دیر ہو کچھ حرج نہیں میرے قلب کے تعلق میں الحمد للہ تفاوت نہیں ہوتا گو خط کا بھی انتظار نہیں ہوتا خصوصاً آپ جیسے ممتاز شخص کے ساتھ میرا یہ معاملہ ہے ؎

مرا از شما یک کلامی بسند است

ہوس راندہ رہ سلامی بسند است

**حال** دہلی میں ایک جائداد کی خریداری کے سلسلہ میں متعدد بار آنا جانا ہوا دیر سے اس خیال میں تھا کہ کوئی جائداد اچھے منافعہ کی ملجائے تو روپیہ ٹھکانے لگے اور اطمینان میسر ہو اس عرصہ میں چند دیہات بھی سامنے آئے مگر جو زمیندارہ ابا جان علیہ الرحمہ کے سامنے سے ہے اسی کا انتظام دشوار ہو رہا ہے کہ زمیندارہ میں قیود و پابندیاں اور تحصیل وصول کی پریشانیاں روز بروز

بڑھتی چلی جا رہی ہیں اور مجھ امن پسند اور عافیت طلب شخص کو ان کا تحمل نہیں، خیال تھا کہ شہری جائداد کچھ مل جائے، چنانچہ بفضلہ تعالیٰ پچھلے دنوں ایک جائداد دہلی جامع مسجد کے قریب کا معاملہ چوبیس ہزار میں طے ہوگیا حضرت والا دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اس کو مبارک اور نافع فرمادیں اور فراغت فی الطاعۃ اس سے میسّر ہو اور اس کے بعد اور جو مقدار ہے اس کو بھی کسی مناسب اور نافع جائداد میں لگوادیں۔

**تحقیق** دل سے دعا کرتا ہوں اور اس لئے بھی دل سے زیادہ دعا کرتا ہوں کہ اس معاملہ سے مسرّت بیحد ہوئی۔

**حال** اس سلسلہ میں حضرت والا کے خادم حافظ اسمٰعیل صاحب جاپان والے چونکہ مشہور اور ان امور میں تجربہ کار شخص ہیں کئی مرتبہ خیال آیا کہ حضرت کی خدمت میں عرض کروں کہ اس امر میں سفارشاً چند کلمات ان کو تحریر فرمادیں کہ وہ اس امر میں مفید رائے اور مشورہ سے دریغ نہ کریں پھر یہ سوچتے ہوئے کہ شاید حضرتِ والا پر یہ امر بار ہو کہ بعض غیور حضرات کا مذاق سفارش سے گریز ہوتا ہے رُک گیا،

**تحقیق** اللہ تعالیٰ آپ کے احساسات میں اور زیادہ نور بخشے مگر اس میں قدرے تفصیل ہے جس امر میں مخاطب پر کسی قسم کی گرانی نہ ہو اس میں سفارش بھی ذرا گراں نہیں ہوتی۔

**حال** بارے حافظ صاحب نے بتوسل حضرت رحمۃ اللہ علیہ بہت مہربانی کا برتاؤ کیا اور بہت حد تک امداد دی۔

**تحقیق** اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔

**حال** مگر رجسٹری کے وقت چونکہ ان کے بھائی کا انتقال اسی روز ہوا اُن

سے مدد نہ لی جاسکی جس کی وجہ سے دو سقم قانونی باقی رہ گئے کہ میں عدالتی اور
اس نوعیت کے امور میں قطعاً نابلد ہوں۔ اس سلسلہ میں بہت پریشان رہا
ایک کی بفضلہ تلافی ہوگئی دوسرے کیلئے دعا فرمادیں کہ حق سبحانہ بخیر وخوبی اسکو
بھی مکمل فرمادیں کہ اس میں بڑے نقصان کا اندیشہ ہے۔

**تحقیق** دل سے دعا کرتا ہوں اگر اس کے لئے حافظ صاحب کو خط لکھنا مفید ہو میں
حاضر ہوں اور یہاں بھی شیخ محمد عمر الہ آبادی جو گنگوہ حاضر بھی ہوئے ہیں
اور ایسے کاموں سے خوب واقف ہیں اپنی خدمات کو پیش کرتے ہیں۔
اور ہر وقت حاضر ہونے کیلئے تیار ہیں اگر رائے ہو بے تکلف حکم دیجئے۔

**حال** اس دوڑ دھوپ میں جس کا سلسلہ دو ماہ سے ہے متعدد بار دہلی آنا جانا ہوا
اور چونکہ عادتِ سفر نہیں سال دو سال میں بھی مختصر سفر کی نوبت آتی ہے
بہت تکان وبار اور اختلالِ حالات واقع ہوا اور ابھی ایک مرحلہ باقی ہے

**تحقیق** اس میں بھی حکمت ہے کہ فراغ وطمانینت کی قدر بڑھتی ہے اور اس کے
نعمتِ عظمیٰ ہونے کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

**حال** اس زمانہ میں فرائض وواجبات تو بفضلہ درنہ دوسرے معمولات میں سب
ہی میں بدنظمی ہوگئی چند مرتبہ جی چاہا کہ عریضہ خدمتِ والا میں پیش کروں
مگر سوچتا تھا کہ کیا لکھوں آج یہ طویل سمع خراش عریضہ مزخرفاتِ دنیا سے
مملو عریضہ اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ وجہ اس طویل غیر حاضری کی عرض کروں
نیز اس جائیداد کے بہمہ وجوہ مبارک ہونے اور اس مرحلۂ پریشان کن سے نجات
پانے کی درخواستِ دعا عرض کروں کہ حق تعالیٰ کلیۃً مطمئن فرمادیں، ادنیٰ
نقصان وخسران سے بھی محفوظ رکھیں اور اطاعت وانابت الی اللہ کی
توفیق دیں۔ آمین۔

**تحقیق** دل سے سب مقاصد کے لئے دعا کرتا ہوں۔

**حال** اس درمیان گنگوہ میں بھی سخت خلفشار رہی جس کا باعث یہاں کی قدیم فرقہ بندی اور طائفیت ہے جس میں شہر اور سرائے کے پچانوے فی صد لوگ شریک ہیں حافظ محمد یعقوب صاحب کے ساتھ بھی جو قصہ پیش آیا حضرت کے سمع مبارک تک پہونچا ہوگا کہ اپنی اہمیت کے باعث دور تک پھیل گیا۔

**تحقیق** جی ہاں صدمہ کے ساتھ سُنا۔

**حال** اباجان علیہ الرحمہ کا طریقِ معیشت قصبہ میں ان ہی حالات وقضایا کے پیشِ نظر بحید یکسو اور خاموش تھا میں بھی اسی تقلید میں عافیت محسوس کرتے ہوئے اس پر کاربند ہوں دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ مبتلا کو نجات اور محفوظ کو مامون ومصئون رکھیں۔ آمین یہ عریضہ غیر متعلق امور سے طویل ہوگیا۔

**تحقیق** لیکن ثقیل نہیں ہوا۔

**حال** مگر چونکہ میری دنیا و دین کا تعلق حضرت والا سے ہوگیا (تعلقِ دنیا بایں خیال کہ مسلمان کی ہر دنیا باضافۂ نیت صالحہ دین ہو جاتی ہے گو سطحِ ظاہر اسکی دنیا ہی رہے) اس لئے ان دنیاوی الجھنوں کو بھی عرض کر کے ایک تسلی اور طمانیت محسوس کرتا ہوں۔ اگر یہ امر بارِ طبعِ سامی ہو متنبہ فرمادیں کہ آئندہ احتیاط رہے گی۔

**تحقیق** آپ ہمیشہ اس پر عمل رکھئے ؎

اے خامۂ نیاز نہ چلنے سے تو مچل لیعنی مقام ناز ہے جس چال چاہے چل

**حال** حاضری کو دل چاہتا ہے اس مرحلہ سے نجات ہوجائے تو حسبِ اجازت اس حصول شرف پر اقدام کروں گا

**تحقیق** میرا یہ درجہ نہیں کہ میں مقصود بالسفر بنوں خصوصًا آپ کا۔

حال حضرت نے معمولات میں تہجد بعد عشاء کا اضافہ فرمایا تھا جس کا سلسلہ درمیان میں منقطع رہا اب پھر کچھ عرصہ سے شروع کیا ہے نصف شب کی تقریباً ہر روز ہی سعی کرتا ہوں۔

تحقیق اتنی دیر کی کیا ضرورت، عشاء سویرے پڑھئے اور اس کے متصل صلوۃ الیل

حال افسوس کہ میرا کسل ہمیشہ ہی مانع ہوجاتا ہے حق سبحانہ مدد فرمادیں۔ امراضِ نفس کے لئے پچھلے والا نامے میں حضرت والا نے اربعین کے مطالعہ کے لئے فرمایا تھا اربعین چونکہ مختلف حضرات کی ہیں میں نے حضرتِ والا کی ہی مؤلفہ دہلی سے حافظ عثمان صاحب کے یہاں سے منگالی تھی شاید حضرت کی مراد کسی اور سے ہو اگر ایسا ہے تو تحریر فرمادیں یہ بہت مختصر ہے۔

تحقیق شاید للغزالی کی قید لکھنے سے رہ گئی ہو مگر وہ شاید ہندوستان میں مشکل سے ملے اس لئے اس کا ترجمہ بھی کافی ہے اس کا نام ہے تبلیغِ دین۔ یہ ترجمہ مولوی عاشق الٰہی نے کیا ہے شاید ان کے پاس سے کتاب یا ملنے کا پتہ ملجائے۔

حال درخواست دعائے فلاح پر اجازت چاہتا ہوں

حد ادب والسلام گنگوہ ۱۴ ر جمادی الثانیہ ۵۶ھ

تحقیق بال بال دعا کرتا ہوں ـــــ اشرف علی

## مکتوب ۸

حال از احقر عبد الرشید محمود انصاری عفی عنہ

بحضرت اقدس مولائی وسیدی وسندی زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہر دو گرامی نامے شرف آفریں ہوئے تحریر سامی کے ایک ایک جملے سے

جو شفقت و رافت اور الطاف و کرم اس احقر پر مترشح ہو رہے ہیں وہ اپنی حالت سے اس قدر بالا ہیں کہ فخر و ناز تو جائز نہیں حمد و شکر میں بے اختیار آبدیدہ ہوجاتا ہوں، اولیاء اللہ کے قلوب مہبطِ انوارِ ربانی ہیں خوش بختی ہے اس شخص کی جس پر ایک کریم اپنے لطف و رافت کے ساتھ متوجہ ہو کہ دلیل ہے حق سبحانہ کے فضل و کرم اور مہبطِ الطاف ہوجانیکی، للہ الحمد و المنۃ۔

**تحقیق** مشفق محترم السلام علیکم۔

اور میں اس پر مسرور ہوں کہ میں ایک خوش فہم خوش عقیدہ خوش نیت کی مسرت کا سبب بنا اللہ تعالیٰ آپ کا گمان میرے حق میں اور میرا گمان آپ کے حق میں صادق و محقق فرمادے۔

**حال** خریداری جائداد کے سلسلہ میں جو الجھن عرض کی تھی وہ درحقیقت اس جائداد کا ایک رھن نامہ تھا جو زرِ رہن ادا کر کے تمک پر غلطی سے بغیر ٹکٹ ہی دستخط مضمونِ فکِ رِھن پر کرائے گئے تھے جس پر مکرر زرِ رھن لے سکنے کا اس کے متعلق اندیشہ تھا، اس کے متعلق قانونی لوگوں سے مشورہ کیا جنھوں نے بہت حدتک مطمئن کردیا اور مزید اطمینان کیلئے ایک شکل متعین کردی جو خدا کرے بسہولت مکمل ہوجائے۔

**تحقیق** آمین۔ جب یہ خلجان ختم ہوجائے بشرطیکہ اطلاع بھی کردیں کہ آپ کے اطمینان سے مجھ کو بھی اطمینان ہوجاوے۔

**حال** اب حافظ صاحب یا شیخ صاحب الہ آبادی کو۔ حق تعالیٰ ان کو جزائے خیر دیں کہ میں ان کا ممنون ہوں۔ زحمت دہی کی حاجت نہیں البتہ وہ اس صورت کے متعلق کوئی مفید رائے دیں تو بہت اچھا۔

**تحقیق** بس ان سے کہدوں گا وہ خود جواب عرض کر دیں گے۔

**حال** خواب کے بعض اجزاء سے جو تشویش تھی وہ بحمد اللہ دور ہو گئی استماعِ سماع کے متعلق حضرت والا کا خیال قطعاً درست ہے کہ میں اس غلطی میں مبتلا ہوں آئندہ خدا چاہے احتیاط رہیگی۔

**تحقیق** اللہ تعالیٰ مدد فرماویں۔

**حال** البتہ یہ امر قابلِ عرض ہے کہ شب کے سناٹے میں جبکہ فضا خاموش ہو دور سے ایک صورت متواتر آرہی ہو اور طبیعت میں رغبت بھی موجود ہو تو منعِ استماع دشوار سا معلوم ہوتا ہے۔ تواترِ صوت اگر نہ ہو تو بظاہر سہل۔ بہر حال آئندہ تعمیل وسعی میں ہرگز دریغ نہ ہوگا۔

**تحقیق** عبد جتنے کا مکلف ہے وہ چنداں دشوار نہیں یعنی اسوقت بتکلف قلب کو دوسری طرف متوجہ کر دیا جائے اس توجہ کے ساتھ جو التفات الی الغنا جمع ہو گا وہ غیر اختیاری ہو گا جس پر ملامت نہیں البتہ اس توجہ مجبوب بالقصد میں اگر کمی ہو جائے پھر اس کی تجدید کر لی جائے پھر باوجود اس کے بھی نادانستہ کوئی زلّت ہو جاوے تو اللہ تعالیٰ سخت گیر نہیں یعنی اہلِ ایمان کے لئے باقی کسی قدر دشواری اسمیں بھی ہو گی مگر اتنی ہی جیسا نیند کے غلبہ میں فرض ادا کرنا سو یہ دشواری خود لذیذ ہے، کما ہو شاہد،

**حال** صلوۃ اللیل پڑھ رہا ہوں تہجد کو جی چاہتا ہے حق تعالیٰ توفیق بخشیں۔

**تحقیق** آمین۔

**حال** ترجمۂ اربعین کے لئے لکھدیا ہے خدا کرے ملجائے،

حد ادب والسلام گنگوہ ۱۴؍ جمادی الثانیہ ۱۳۵۶ھ

تحقیق احتیاطاً اس کا نام پھر لکھے دیتا ہوں، تبلیغِ دین۔

## مکتوب نمبر ۹

حال ازاحقر عبدالرشید محمود انصاری عفی عنہ
بحضرت اقدس دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
تحقیق از اشرف علی، مشفقم عزیزم سلمہ' السلام علیکم
حال امید ہے مزاجِ حضرتِ والا بعافیت ہوں گے۔
تحقیق جی ہاں الحمدللہ
حال یہ احقر اس دفعہ بہت دیر کے بعد حاضر خدمت ہورہا ہے جس کی وجہ بجز مکروہاتِ دنیا اور اس کے علائق کے کچھ نہیں اس درمیان میں کئی مرتبہ ارادہ ہوا کہ عریضۂ ادب پیش کروں یا خود ہی حاضر ہوں مگر پے در پے حالات وموانع نے اس عزم کو فعلیت میں نہ آنے دیا کچھ عرصہ ایک مکان کی تعمیر میں مصروف رہا پھر ایک قریبی عزیزہ گاڑی لوٹ جانے کے باعث سخت مجروح ہوئیں حتیٰ کہ کلائی کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ گئیں میرے ہی یہاں وہ مقیم تھیں دیر تک ان کی تدبیر وتیمارداری میں پریشان رہا۔
تحقیق اگر میں احباب کے خطوط کا منتظر بھی ہوا کرتا تب بھی یہ عذر انتظار کیلئے کافی جواب تھا مگر الحمدللہ مجھ کو اتنا احساس ہی نہیں ہوتا کہ کسی محبوب سے محبوب کے خط کا بھی انتظار کروں جس کی وجہ قلتِ محبت نہیں بلکہ انتظار کی تکلیف سے خود بچنا اور علمِ انتظار کی تکلیف سے دوسروں کو بچانا۔
حال مگر بایں ہمہ قلب حضرت والا کے تصور وتخیل سے کبھی غافل نہیں رہا الحمدللہ

کہ سابق سے زیادہ تعلق آنمخدوم کا اپنے قلب میں پاتا ہوں۔

**تحقیق** اور حقِ محبت عنایتے است نز دوست۔

**حال** یہ گذارش بغرض تقریب نہیں گو تمنائے تقریب سے بھی دل فارغ نہیں کہ اہل اللہ کی تقریب باعث نجاتِ دارین ہے مگر یہ گذارش اس غرض پر مبنی نہیں۔

**تحقیق** بس میں ایسے ہی خلوص کا طالب ہوں۔

**حال** اس درمیان متعدد مرتبہ حضرت والا کی زیارت خواب میں میسر ہوئی۔

**تحقیق** میں اس پر مسرور ہوں کہ یہ آپ کی توجہ کی علامت ہے۔

**حال** اور اپنی اس کوتاہی پر کہ حاضری کا عزم مکمل ہو سکا نہ عریضہ ہی پیش کر سکا ایک ندامت یہ بھی مستقلاً صاحب رہی بالآخر۔

صوت الدکادک بالاسحار ھیجنی

بصد ندامت اس طویل غیر حاضری کی معافی پیش کرتے ہوئے حاضری کی جرائت کر رہا ہوں۔

**تحقیق** ندامت سلامتِ فطرت کی دلیل ہے لیکن مجھ کو اتنا بار بھی گوارہ نہیں۔ لہذا اس کو بھی بے تکلفی میں مدغم کر دیجئے وہ بے تکلفی یہ ہے کہ مصطلح حاضری و غیر حاضری کو برابر کر دیجئے۔

**حال** حاضری خانقاہ کو بجید دل چاہ رہا ہے ایک مرتبہ قصد بھی کیا مگر چونکہ والدہ صاحبہ محترمہ بھی حاضری کا ارادہ کر رہی ہیں سردی زیادہ ہونے کے باعث متامل ہیں کہ ذرا موسم گرم ہو تو ساتھ ہی حاضر ہوں رک گیا

**تحقیق** والدہ صاحبہ تو اپنی ہمشیرہ سے جو چاہیں معاملہ رکھیں مگر آپ کا آنا بے معنی نہ ہونا چاہیے، کیا معنی مجھ کو بتلائے جا سکتے ہیں۔

**حال** حالات ہمچو سابق ہیں، فرائض و واجبات و موکدات کا التزام بحمداللہ اکثر رہتا ہے قیام مسجد بھی بشغل درود رہتا ہے۔ تصور ذاتِ حق سے الحمدللہ کوئی لمحہ فارغ نہیں ہوتا۔

**تحقیق** بڑی دولت ہے اللھم زد فزد۔

**حال** مگر بایں ہمہ کوئی خوف وخشیت اور اس کی مرضیات پر کوئی اہتمام بھی محسوس نہیں ہوتا ہے۔

**تحقیق** خوف وخشیت و اہتمام تو بدرجہ خاص خود مقدمات انہی مقاصد کے ہیں جس کو میں نے دولت سے تعبیر کیا ہے مقاصد کا عطا ہونا معنی ہوتا ہے مقدمات کی تمنار وطلب سے۔

**حال** تعجب اور افسوس ہے۔

**تحقیق** تعجب تو حقیقت سے غیبت کا سبب ہے اور افسوس خود مستقل مجاہدہ نافعہ ہے

**حال** مراقبۂ موت اباجان علیہ الرحمہ کے بعد وفات ہی سے ہے اب یہ تصور بے اختیار زیادہ معلوم ہوتا ہے۔

**تحقیق** دولت والا جواب یہاں بھی ہے۔

**حال** مگر اس میں بھی رغبت و شوقِ بقار تو کیا ہوتا ایک کیفیتِ ہر بیۃ سی محسوس ہوتی ہے اور پہلے امر کی طرح اس میں بھی طاعات پر اہتمام نہیں۔

**تحقیق** وہی مقدمہ والا جواب یہاں بھی ہے۔

**حال** بلکہ فکر دنیا، و متعلقین زیادہ کارفرما نظر آتی ہے۔

**تحقیق** اس کا درجۂ غیر مضر منافی مقصود نہیں بلکہ اگر اور حقوق کیلئے ہو معینِ مقصود ہے

**حال** اللہ ہی جانے یہ ضعفِ نفس ہے یا کیدِ نفس کہ کیفیت بظاہر محمود۔ ترتبِ نتیجہ قطعاً مذموم۔

**تحقیق** اپنے نفس پر بدگمانی یہ خود انسان مفتاح طریق میں سے ہے ،

**حال** حضرت ہی اس میں کچھ اصلاح فرمائیں گے ۔

**تحقیق** اوپر سب عرض کر دیا ۔

**حال** خاص طور پر دو مرض ایسے لاحق ہیں کہ دماغ سے شاید ہی کبھی ان کا انفکاک ہوتا ہو ، غصہ و زود رنجی ، اور کبر و خود پسندی ۔

**تحقیق** انفعالات مضر نہیں اگر ان پر احتمالی مضرت مرتب نہ ہو ۔

**حال** اور کبر و خود پسندی ۔

**تحقیق** ان کا بھی غیر اختیاری درجہ مضر نہیں اگر ان کے مقتضاء پر اختیاراً عمل نہ ہو

**حال** غصہ کیلئے بہتیرا ہی مراقبہ موت وانتقام ذی الجلال کرتا ہوں مگر اس میں کمی نہیں ہوتی گو الحمدللہ عمل پر مقتضاء سے اکثر ہی رک جاتا ہوں ۔

**تحقیق** وہ کمی مطلوب بھی ہے گو کیفیت میں کمی نہ ہو ۔

**حال** مگر اس اذیت سے نجات نہیں ہوتی ۔

**تحقیق** معصیت سے نجات کافی ہے اس حالت میں اگر اذیت ہو مجاہدہ ہے ۔

**حال** کبر کی ہی کیفیت ہے گو اس کے مقتضاء پر عمل نہیں ۔

**تحقیق** بس کافی ہے وقد سبق ۔

**حال** اور حضرت کے ارشاد کے مطابق امتثالِ مامور بہ اس طرح ادا ہو گیا مطمئن ہو جانا چاہئے مگر اس میں ایک اشکال یہ ہے کہ بعض صورتوں میں مقتضاء پر عمل کئے بغیر بھی چارہ نہیں ۔

**تحقیق** عمل اگر حدود کے اندر ہے تو وہ مذمت سے مستثنیٰ ہے

**حال** کیا عرض کروں اس مجموعۂ خبائث کی تفصیل عرض کرتے حیا آتی ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں ۔ صورت یہ ہے کہ اس احقر کا کوئی عمل بھی ایسا نہیں

جس کا منشا کبر نہ ہو، ملنے والوں کے ساتھ اخلاق و تواضع یہ بھی اس سے خالی نہیں کہ مداح اٹھیں گے۔ سلام میں تقدیم یہ بھی اس سے خالی نہیں کہ متبع و منکسر سمجھیں گے، اعتراف کوتاہی کہ حق پسند کہیں گے، دوسرے کا احترام اس لئے کہ وہ بھی اسی طرح پیش آئے

**تحقیق** ان اغراض کی نیت یعنی قصد بالاختیار سابق علی العمل بے شک محذور و محظور ہے اور محض خیالات واحتمالات سے تاثر تعمق منہی عنہ ہے

**حال** کید وحیلۂ نفس کی یہ کیفیت ہے کہ اپنی شرارت و تاویل سے شر کو بھی خیر بنالے کوئی شخص بغیر سلام بات شروع کرے متاثر ہو کر جواب نہ دینا چاہتا ہوں اس لئے کہ خلافِ تہذیب وشان کیا اور سامنے رکھ لیتا ہوں مضمونِ حدیث کو۔

**تحقیق** وہی تفصیلِ مذکور قریباً یہاں بھی ہے۔

**حال** آہ! حضرت کہاں تک عرض کروں اور امراض تو بجائے خود، دو مرض تو قلب و دماغ اور جوارح پر ایسے مسلط ہو گئے ہیں کہ ایک مستقل دق کی شکل اختیار کرتے نظر آرہے ہیں

**تحقیق** ایک شق اسکو دق نہ ہونے دے گی۔

**حال** اور اس سے زیادہ کیا عرض کروں میری اسوقت کی اس ساری تحریر وگذارش کا منشا بھی یہی خبث ہے کہ حضرت میری حسیات صحیحہ کی داد دیں گے۔

**تحقیق** اگر میں صحیح سمجھتا تو تفصیل کیوں لکھتا تو داد کہاں ہوئی تو فریاد عبث۔ پھر اس سے قطع نظر ایک نکتہ قابلِ ذکر ہے جس شخص سے اصلاحِ دین کا تعلق ہو اس کی نظر میں محمود و ممدوح ہونے کی کوشش کرنا بھی ملحق بالاصلاح ہے کہ وہ خوش ہو کر اصلاح کی طرف زیادہ توجہ کرے گا وَقَلَّ مَن تَنَبَّہَ لہ اونبہ علیہ۔

**حال** جھوٹا ہوں میں اگر دعویٰ استعلاج کروں۔

**تحقیق** نفس پر ایسی بدگمانی اوپر مذکور ہو چکی ہے۔

**حال** اللہم اغفر وارحم واعف عن کل الزلل۔ نہ مقتضا پر عمل مناسب نہ ترک ہی اس کا جائز کہ ہر دو میں مداراتِ نفس، سمجھ میں نہیں آتا کیا کیا جائے۔

**تحقیق** حدود اس اشکال کا حل ہیں

**حال** یہ اپنی حالتِ خراب و اسارتِ اخلاق کی ادنیٰ تفصیل ہے جو پیش ہے، حق تعالیٰ بہ برکتِ دعا رو اصلاحِ حضرت والا مجھے مسلمان بناکر زمرۂ صالحین میں محشور فرمائے ورنہ اس صفت کمالیۂ خداوندی کی شرکت و منازعت جانے کس نتیجہ پر پہنچائے گی العیاذ باللہ

**تحقیق** جب تک مرض کا استحضار اور علاج کی طلب اور عمل کی فکر رہے رحمت کی امید رکھنا فرض ہے۔

**حال** تبلیغ دین حسبِ ارشاد دیکھتا ہوں حقیقت میں اسکو دیکھکر اپنے اسلام کا وہم ہی نہ ہونا چاہیے۔

**تحقیق** مگر اس میں تیز مسہل تجویز کیا گیا ہے جو اُس زمانہ کے اقویار کیلئے مناسب ہے اس کے مطالعہ کو امراض کے اجمالی علم کیلئے سمجھا جائے فیصلہ نہ سمجھا جائے

**حال** مگر یہاں کیفیت یہ ہے کہ اس حدیث کے تخیل سے کہ آج زمانہ امتثالِ عشرِ مامور بہ میں نجات کا ہے جو اگرچہ کیفاً ہے تھوڑا بہت تاسف جو اپنی حالت پر ہوتا ہے وہ بھی باقی نہیں رہتا۔

**تحقیق** اسی عدم تاسفِ طبعی پر تاسفِ عقلی ہونا اس کا نعم البدل ہو جاتا ہے۔

**حال** یہ اپنے مرض و تغافل کا اظہار ہے اب جو حضرتِ والا کا ارشاد ہو۔

**تحقیق** ارشاد کی تو مجھ میں کیا قابلیت ہوتی بس سبق کا تکرار سا کرا دیتا ہوں، سو ہر مضمون پر کچھ نہ کچھ لکھدیا ہے۔

**حال** درخواستِ فلاحِ دارین کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں

**تحقیق** دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں

**حال** بہ برکت دعائے حضرت جائداد دہلی کی جو پریشانی عرض کی تھی وہ الحمدللہ رفع ہوگئی۔

**تحقیق** الحمدللہ۔

حدادب والسلام ذی نعدہ ۵۶ھ گنگوہ

## مکتوب نمبر ۱۰

**حال** از احقر عبدالرشید محمود انصاری عفی عنہ

بحضرت اقدس ادام اللہ برکاتہم پس از مؤدبانہ سلام مسنون ونیاز مشحون آنکہ۔ والانامۂ سامی اصلاح آفریں ہوا، الحمدللہ کہ مضمونِ حضرت اقدس سے بہت حد تک شفا میسر ہوئی اور جو الجھن اپنے امراض کے متعلق لاحق تھی وہ اپنے غیر ضروری اجزاء کے اعتبار سے قطعًا صاف ہوگئی۔

**تحقیق** الحمدللہ ھنیئًا لکم العلم

**حال** نیز وجدانًا بھی تحریر سامی سے اپنے ایوان کبر کی بنیادیں بہت متزلزل محسوس ہوئیں امید ہے کہ بتوجہ خاص حضرت والا یہ قلعہ ایک روز اسی طرح منہدم ہوجائے گا اور یہ تخریب تعمیر عبودیت کا مقدمہ ہوگی۔

**تحقیق** انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا بلکہ ماشاء اللہ ہوگیا صرف ہونے کے علم کا انتظار ہے وہ جلدی نہیں ہوا کرتا اور مصلحت بھی یہی ہے کہ بے فکری

نہ ہو جائے

**حال** حق تعالیٰ آنمخدوم کے فیوض دائماً باقی رکھیں۔

**تحقیق** میرے کیا فیوض، احباب کا حسن ظن ہے ورنہ صلح کار کجا و من خراب کجا!

**حال** تصور ذاتِ حق کے بعد خشیت اور اہتمام طاعات کا نہ ہونا جو عرض کیا تھا اس پر حضرت والا کا ارشاد کہ تصور خود مقاصد سے ہے اور خوف و خشیت اسکے مقدمات ہیں۔ مقصود کے بعد اس کے مقدمات سے مستغنی ہونا چاہئے قلتِ فہم کے باعث سمجھ میں نہیں آیا۔ صحیح یہی ہے جو حضرت کا ارشاد ہے مگر فہم ناقص۔ اب تک یہ سمجھا تھا کہ رضا ہی مقصود ہے جو منحصر ہے طاعت اور اس کے اہتمام میں۔ اور تصور مقدمہ ہے خوف و خشیت کا جس کے بعد اہتمام طاعات میسر ہوتا ہے۔ اور اس پر نتیجۂ رضا مرتب ہو جاتا ہے بارِ خاطر والا نہ ہو تو کچھ توضیح فرمادیں اگر ضرورت بھی خیال فرمادیں ورنہ بہتر۔

**تحقیق** معلوم ہوتا ہے میری پوری عبارت میں غور نہیں کیا گیا میں نے یہ نہیں لکھا کہ تصور خود مقاصد سے ہے۔ میری عبارت یہ ہے کہ خوف و خشیت و اہتمام بدرجۂ خاص خود مقدمات انہی مقاصد کے ہیں جن کو میں نے دولت سے تعبیر کیا ہے اور ادھر گذشتہ عبارت میں جسکو دولت کہا ہے وہ مجموعہ ہے ان چیزوں کا فرائض و واجبات و مؤکدات کا التزام بقیام مسجد تشغل درود تصویرِ ذاتِ حق جس کا فاضل مامورات کا ذکر وہ اعمال وطاعات وذکر وفکر کا مجموعہ ہے) التزام ہے اور ان کا مقصود ہونا ظاہر ہے اور خوف و خشیت اور مرضیات کے اہتمام کو جو ان کا مقدمہ کہا گیا۔ ان کا مطلق درجہ نہیں بلکہ وہ درجہ جو آپ کے ذہن میں ہے یعنی درجہ غلبہ طبعی۔ اسی لئے میں نے اس میں خاص کی قید لگائی ہے۔ اور یہ ثابت ہے کہ خوف و خشیتِ طبعی یا

اہتمام طبعی یعنی داعیۂ طبعیہ یہ مامور بہا نہیں ہیں گو محمود ہیں اور اگر حاصل ہو جائیں تو ان سے اعانت ہوتی ہے ماموراتِ میں ۔ باقی خوف وخشیت عقلی و اہتمامِ ارادی یہ خود مامور بہ ہیں اور آپ کو حاصل اس لئے کہ فقدان کے آپ بھی شاکی ہیں ان کو مقدمہ نہیں کہا گیا باقی ان کا مقصود ہونا مقصودیتِ مرضی کے منافی نہیں ۔ رضاءِ مقصود مقصود ہے اور یہ چیزیں اپنے مقدمات کے اعتبارات مقصود ہیں اگر اب بھی خلجان باقی ہو بے تکلف لکھ دیا جائے

**حال** حاضری کے متعلق حضرت کا ارشاد کہ آنے کے معنی بتلانے کی ضرورت ہے یہ گذارش ہے کہ مقصود بجز زیارت کچھ نہیں ہبعت کے متعلق تو چونکہ یہ طے ہو چکا ہے کہ بغیر مستقل تقاضائے شدید نیز محبت طبعی مناسب نہیں اس لئے ارادہ ہی نہیں کہ اس درجہ میں یہ دونوں امر ابھی محسوس نہیں کرتا ہوں ۔
زیارت اور ایک لمحہ مصاحبت اس طمع میں کہ بہتر از صد سالہ طاعت ہے مقصود ہے ۔

**تحقیق** گو بنائے صحیح اس حسن ظن کی کہ محض مقصود بالصحبۃ کی صلاحیت ہی مفقود ہے مگر اللہ تعالیٰ قاصدِ محبت کو بدون اس بناء ہی کے محض نیت سے مراد عطا فرما دیتے ہیں اس لئے میں بھی گوارہ کر لوں گا ۔

**حال** والدہ صاحبہ بھی گو مقیم اپنی بہن کے یہاں ہوں گی مگر ان کا مقصودِ سفر بھی بجز زیارت کچھ نہیں اور بلا اذن کچھ بھی عمل میں نہ آئے گا کہ احقر کو یہ قانون معلوم ہے کہ حضرت بلا اذن و اطلاع حاضری پسند نہیں فرماتے جو عینِ مقتضاءِ عقل وتہذیب ہے ۔

**تحقیق** وہ بھی تشریف لائیں میں تو دیہاتی زندگی جیتا ہوں سب کچھ گوارہ کر لوں گا مگر بہنوں کے معاملہ میں کچھ دخل نہ دوں گا البتہ آپ سے جو مقتضاء وقت

کا ہوگا معاملہ کر لوں گا لیکن اطلاع ہر حال میں ضروری ہے اتنی قبل کہ اطلاع کی رسید جا سکے۔

**حال** میری یہ تمنا رحاضری دیرینہ ہے اور آج تک اس میں جہاں اور موانع رہے وہاں ایک اہم مانع یہ بھی ہے کہ میں ایک سیدھا اور کم فہم سا انسان ہوں اور حسرت سے یہ بات عرض کرتا ہوں کہ اہل اللہ کی مصاحبت و مجالست اور مخاطبت کی رسم و راہ سے بھی ناواقف ہوں۔ ایسی حالتِ بدویت میں ایسا نہو کہ نقص فہم سے کوئی امر خلاف منشاء اقدس سرزد ہو اور حضرت اپنے عالی خلق و شفقت سے تحمل تو فرمائیں مگر متاذی و منقبض ہوں کیا نتیجہ ہو اس حاضری کا کہ جائیں حصولِ برکت کیلئے اور واپس ہوں اس کا عکس لیکر کہ اہل اللہ کی اذیت رسانی خیر و سعادت کا کھلا حرمان ہے۔ اعاذنا اللہ

**تحقیق** اس سے بے فکر ہو جانا چاہئے اگر ان خیالات کی کوئی اصل معتدبہ بھی فرض کی جاوے تاہم آپ کا صدق و خلوص ان سب پر اسقدر غالب آجاوے گا کہ ان سب خیالات کو ھباءً منثوراً کر دے گا۔ اور اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کا اضطراراً قبضہ ہو جاوے گا جو انقباض کو دخل ہی نہ دے گا۔

**حال** اس لئے اس احقر کا یہ خیال ہے کہ اگر کبھی یہ سعادت میسر ہوئی تو حتی الامکان قیام و طعام اور بہر نوع تکلیفِ مہمانی سے مجتنب رہوں گا کہ اکثر متعارف وہاں موجود ہیں اور بے تکلف۔

**تحقیق** میں اس کے متعلق اوپر عرض کر چکا کہ جو مقتضا وقت کا ہوگا معاملہ کرلونگا آپکی مرضی کے اتباع سے یہ موقع مستثنیٰ ہے یہ میری مرضی پر ہوگا خواہ اتفاق سے آپ ہی کی مرضی کے موافق ہو جاوے یا نہ ہو، میں خود کہدوں گا

آپ کو پوچھنے کی بھی گنجائش نہ ہوگی،

**حال** گو حضرت کے یہاں کی مہمانی ایک سعادت ہے مگر افسوس کہ اپنے اندر نہ اس کی اہلیت نہ اپنے فہم پر اطمینان یہ سب کچھ حضرت ہی کے رضا و اذن پر موقوف ہوگا۔

**تحقیق** بس یہی اعتقادات تو مہمانی کا اہل بنا دیتے ہیں۔ بارک اللہ لکم۔ پھر عدم اہلیت کو کیسے مان لوں اسی رعایت کو دیکھ کر مسئلہ طے ہو گیا اب اس شرطیہ کا احتمال ہی نہ رہا اب جب خیال ہو جائے اس وقت خبر دینے کے پہلے ہی سے کہے دیتا ہوں ؎

کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تُست

اور احتیاطاً یہ بھی کہے دیتا ہوں کہ میرے اس کہنے کی حقیقت اپنی طرف سے آزادی دینے کی اطلاع ہے نہ کہ آپ کی آزادی میں کسی قسم کا تصرف۔ آپ ہر پہلو میں اور اس پہلو کی ہر حالت اور ہر وقت میں آزاد ہیں البتہ یہ مکرر کہے دیتا ہوں کہ کسی قدر قبل سے اطلاع ہو جاوے اور اس قبل کی وہی مقدار جو اوپر لکھ چکا ہوں۔

**حال** اور اگر حضرت کسی وجہ سے حاضری کو پسند نہ فرمائیں گے تو باوجود تمنا اس پر بھی ادباً اصرار نہ ہوگا۔

**تحقیق** جو اس سفر کے شرائط تھے ان کے تحقق کا اور جو موانع تھے ان کے ارتفاع کا مسئلہ طے ہو گیا،

**حال** عریضۂ سابق و لاحق میں جو امر خلافِ مزاج والا ہوا ہو بصد ادب معافی پیش کرتا ہوں۔ حد ادب والسلام گنگوہ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ

**تحقیق** اس کو بھی اعلموا ما شئتم کے مصداق عام میں داخل کیا جاوے بلکہ آئندہ کے احتمالات کو بھی۔ اشرف علی از تھانہ بھون۔

# مکتوب نمبر ۱۱

**حال** از احقر عبدالرشید محمود انصاری عفی عنہ

بحضرت اقدس ۔ ادام اللہ برکاتہم ۔ پس از مسنونہ تحیات آنکہ ۔
سامی نامہ اصلاح آفریں ہوا بالاشبہ اس احقر کی نظر حضرت والا کی عبارت میں قید " بدرجۂ خاص " پر نہ ہوئی تھی جس کے باعث خلجان رہا کہ اس کو مطلقاً سمجھ لیا، سو الحمدللہ کہ اضافۂ قید کے بعد سمجھ میں آ گیا ۔

**تحقیق** از اشرف علی ۔
محترمی عزیزی سلمہٗ السلام علیکم ۔ بارک اللہ تعالیٰ فی علومکم ۔

**حال** اس والا نامہ میں حضرت نے اس ناکارہ پر جو الطاف اور جو اس کی حوصلہ افزائی بعض جملوں میں فرمائی ہے اس سے مسرت ہوئی بخدا اس کا عکس بھی اگر حضرت معاملہ فرماتے تو غایتِ مسرت عقلی سے خالی نہ ہوتا کہ میں اپنے آپ کو ہر مسہل و مستفرغ کے لئے طیار پاتا ہوں ۔ یہ بطور ادعا نہیں بلکہ تشکراً گذارش ہے ۔

**تحقیق** میں بالکل دل سے تصدیق کرتا ہوں لیکن اگر اللہ تعالیٰ تمام مصالح کے جمع ہو جانے کی توفیق دیدیں تو مجھ کو بھی زیادہ مسرت ہوتی ہے ۔

**حال** اخیر میں حضرت نے اس احقر کو حاضری کے سلسلہ میں کلیۃً آزادی مرحمت فرمادی ہے بجز قید اطلاع کے وہ حضرت کی شفقت ہے جس قدر بھی اس پر شکر کیا جائے کم ہے ۔ اخیر کی اس عبارت نے کہ " اپنی طرف سے اطلاع آزادی ہے نہ تمہاری آزادی میں تصرف، تم ہر پہلو اور اسکی ہر حالت میں ہر وقت آزاد ہو " میرے قلب میں عجیب کیفیات پیدا کر دیں ۔

**تحقیق** اس سب تاثر کا منشا محبت ہے جس کا میں اتنا اہل نہیں جتنا سمجھ لیا گیا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

**حال** مجھے افسوس اور تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو حضرت پر تشدد کا الزام لگاتے ہیں جس شخصیت کا معاملہ اپنے اُن خدام کے ساتھ جو اپنے اوقات کو اپنی حاجات میں ملوث کر کے زمام راحت حضرت کے سپرد کر چکے ہیں ایسا رعایت و راحت آفرین کا ہو وہ کون سا معاملہ و تعامل ہو سکتا ہے جس کو تشدد و استبداد اور پابندی بیجا سے تعبیر کیا جا سکے۔

**تحقیق** وہ بھی معذور ہیں ان کا سوچا ہوا حساب تو پورا نہیں ہوتا۔ سائل پیسہ مانگنے آئے اور اس کو گنی دے دی جائے مگر وہ اس سکہ کو پہچانتا نہ ہو تو اس سے شکایت نہیں معذور ہے۔

**حال** اور عوام میں بدگمانیاں پھیلائی جائیں۔

**تحقیق** گو اس کی نیت کچھ بھی رہے، آگے ان کا یہ عمل مفید اور راحت بخش ہے کیونکہ اغیار و اغنیار مجھ پر ہجوم نہیں کرتے۔

**حال** یہ یقینی امر ہے کہ جو ہستی دوسروں کی اسقدر رعایت و راحت کا خیال رکھتی ہے دوسروں سے بھی اسی رعایت و صفائی کی متوقع ہونی چاہئے۔ خلاف پر شکوہ اس کا مقتضا ہے اور قرینِ عقل۔

**تحقیق** بس یہ وہ بات ہے جو روح ہے ایسے سب معاملات کی، ماشاءاللہ خوب حقیقت سمجھی۔ جس سے باہمی تناسب کا احساس ہو کر مسرت ہوئی، خیر ایک حامی محقق تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا۔

**حال** حق تعالیٰ اپنی مخلوق کو اہل اللہ سے بدگمانی کی لعنت سے محفوظ رکھیں

**تحقیق** معذوری میں لعنت نہیں ہوتی اور اگر کچھ احتمال ضعفِ عذر کا بھی ہو

**تحقیق** اس سب تاثر کا منشا محبت ہے جس کا میں اتنا اہل نہیں جتنا برتاؤ کیا گیا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

**حال** مجھے افسوس اور تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو حضرت پر تشدد کا الزام لگاتے ہیں جس شخصیت کا معاملہ اپنے اُن خدام کے ساتھ جو اپنے ارادت کو اپنی جہات میں ملوث کرکے زمام ارادت حضرت کے سپرد کر چکے ہیں ایسا رعایت و راحت آفرین کلام ہے پھر وہ کون سا لمحۂ تعامل ہو سکتا ہے جس کو تشدد واستبداد اور پابندی بیجا سے تعبیر کیا جا سکے۔

**تحقیق** وہ بھی معذور ہیں ان کا سوچا ہوا حساب تو پورا نہیں ہو جاتا۔ سائل پیسہ مانگنے آئے اور اس کو گنی دیدی جائے مگر وہ اس سکہ کو پہچانتا نہ ہو تو اس سے شکایت نہیں معذور ہے۔

**حال** اور عوام میں بدگمانیاں پھیلائی جائیں۔

**تحقیق** گو اس کی نیت کچھ بھی رہے، آگے ان کا یہ عمل مفید اور راحت بخش ہے کیونکہ اغیار و اغنیار مجھ پر ہجوم نہیں کرتے۔

**حال** یہ یقینی امر ہے کہ جو ہستی دوسروں کی اسقدر رعایت و راحت کا خیال رکھتی ہے دوسروں سے بھی اسی رعایت وصفائی کی متوقع ہونی چاہیئے۔ خلاف پر شکوہ اس کا مقتضا ہے اور قرینِ عقل۔

**تحقیق** بس یہ وہ بات ہے جو روح ہے ایسے سب معاملات کی، ماشاءاللہ خوب حقیقت سمجھی۔ جس سے باہمی تناسب کا احساس ہو کر مسرت ہوئی، خیر ایک حامی محقق تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا۔

**حال** حق تعالیٰ اپنی مخلوق کو اہل اللہ سے بدگمانی کی لعنت سے محفوظ رکھیں

**تحقیق** معذوری میں لعنت نہیں ہوتی اور اگر کچھ احتمال ضعفِ عذر کا بھی ہو

تو اس کا تدارک معافی سے ہو سکتا ہے میں دل سے سب کو معاف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھ کو معاف فرمادے مجھ کو بھی اپنے نفس پر اعتماد نہیں کہ حدود سے بالکل نہ نکلتا ہو۔

**حال** یہ احقر جب بھی عزم حاضری کرے گا قبل سے عریضہ ارسال خدمت کریگا

حد ادب والسلام گنگوہ

شنبہ ۴ ذی الحجہ ۵۶ھ

**تحقیق** بہت اچھا۔

## مکتوب نمبر ۱۲

**حال** از احقر عبد الرشید محمود عفی عنہ

بخدمت اقدس مولائی زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

**تحقیق** مشفقم السلام علیکم۔

**حال** مکرمت نامہ برکت آفریں ہوا جیسے ہی لفافہ سامنے آیا قلب نے ایک خوف محسوس کیا کہ میرے رذائل کا جواب بجز ایک خطِ محو کے کیا ہو سکتا ہے ایسی تحریرِ خباثت مستحق ہے کہ اس کو ویسے ہی رد کر دیا جائے۔ ڈرتے ڈرتے لفافہ کھولا تو اللہ اکبر، قلب کی دنیا ہی بدل ڈالی۔ میرے مخدوم کا ایک ایک جملہ ہمت آفریں اور یاس شکن ثابت ہوا۔ انقباض کی جگہ انبساط نے لے لی دیر تک متأثر رہا حق تعالیٰ آنمخدوم کے فیوض سے اپنی مخلوق کو دائماً متمتع رکھیں۔

**تحقیق** آپ کی قدر کی قدر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نفع تام عطا فرمائے۔

**حال** حسبِ ارشاد ذکر میں اتحادِ جلسہ کا آج ہی سے اہتمام شروع کردیا

**تحقیق** بارک اللہ۔

**حال** اور یہ باذن اللہ حضرت کا تصرف ہے کہ آج ہی سے ذکر میں وساوس قلیل اور استحضار کافی رہا بلکہ بعد ذکر دیر تک نظر میں لفظ اللہ کے خطوط بھی منتقش رہے۔ تہجد شروع کردیا ہے دعاءِ التزام و مداومت فرمادیں۔

**تحقیق** اعتقادِ تصرف یہ آپ کے متخیلہ کا تصرف ہے۔

**حال** رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں حاضری آستانہ کو دل چاہتا ہے دو تین روز قیام کے لئے اجازت مرحمت ہوجائے تو اخیر ماہ میں احقر قصد کرے۔ حدّادب والسلام

۴ رمضان المبارک ۵۹ھ

**تحقیق** مجھ کو یہ تعب گوارہ نہیں نہ کھانے پینے کا پورا آرام نہ مجالست و مخاطبت کا دلخواہ انتظام بوجہ ہجوم و ازدحام۔ بعد رمضان پھر مشورہ کرلیں۔

## مکتوب نمبر ۱۳

**حال** از گنگوہ احقر عبدالرشید محمود انصاری عفی عنہ

بخدمت اقدس مولائی زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

**تحقیق** السلام علیکم۔

**حال** امید ہے مزاج حضرت اقدس بخیر ہوں گے حاضری کو دل چاہ رہا ہے حضرت نے تحریر فرمایا تھا کہ بعد رمضان مناسب ہے یوم جمعہ کو قصد کررہا ہوں پنجشنبہ تک اجازت نامہ احقر کو مل سکے گا کہ اگلے روز صبح ہوکر جمعہ

کے وقت تک حاضر ہو سکوں۔ حدِ ادب والسلام۔

**تحقیق** بسم اللہ

## مکتوب نمبر ۱۴

**حال** از گنگوہ احقر عبدالرشید محمود انصاری

بحضرت مولائی زید مجدکم۔ تحیات مسنونہ کے بعد آنکہ۔

شنبہ کے روز احقر بعافیت گنگوہ پہنچ گیا اس سفر میں حاضری خانقاہ کے بعد سے آج تک یہ احساس ایسا راسخ ہے کہ ایک ساعت کیلئے بھی قلب سے منفک نہیں ہوتا کہ دربار تھانہ بھون میں مجھ جیسے فرومایہ اور ناقص الفہم کا کام نہیں وہ آستانہ ہے فضلاء اور عارفین کیلئے جہاں عمومِ افراد لائق گذر نہیں، مگر آہ اس احساس پر کاربند ہوں تو حرمان نصیب بنوں اور احساس کو نظر انداز کروں تو جرأت کیسے کروں شدید روحانی کشمکش اور وجدانی اصرار و انکار کے بعد آخر جرأت کرنے ہی میں اپنی نجات نظر آئی مجھے حضرت کے اخلاق کریمانہ اور شفقتوں سے امید ہے کہ جہاں حضرت کے دوسرے خدام اپنے فہم و استعداد کے اعتبار سے متہم ہیں ایک فردِ حقیر کو بھی مسامحت آفریں کے ساتھ اپنے سلسلہ کے خدام میں تھوڑی سی جگہ مرحمت فرمادیں گے تاکہ یہ مشتِ خاک محض غبار کفِ پا بنکر امیدوار نجات ہوسکے۔ وبس۔

بیعت کو حضرت نے محبت طبعی اور انقضار طبعی پر موقوف فرمایا تھا جس کا انتظار تھا۔ صفائی سے عرض کرتا ہوں کہ یہ کیفیت بالکل نہ تھی تقریباً چھ ماہ سے

یہ خواہش طبعی رنگ اختیار کرنے لگی اور بتدریج یہ سوزش بڑھتی چلی گئی امتحاناً فرو کرنے کی سعی میں لگا رہا حتیٰ کہ مکاتبت بھی موقوف کردی مگر آخر اس حد تک آگئی کہ مجبور ہوا
اس آستانہ کا شور جس قدر سنا تھا کم وکیف میں اس سے کہیں زیادہ پایا۔ (حسب فہم) اِدھر اپنا نقص طبیعت اُدھر مقام ہیبت نیز اس کیفیت کے مزید امتحان کی مصلحت مانع رہی کہ حاضری پر بیعت کی درخواست کرتا۔ یہ بھی خیال گذرا کہ عریضہ آخری میں جو مولانا شبیر علی صاحب کی معرفت تھا حاضری کی یہ غرض نہیں تحریر تھی ممکن ہے کہ یہ درخواست اسوقت حضرت پر گراں ہو اس لئے اب واپسی پر درخواست کو پیش کرتا ہوں جیسے ارشاد عالی ہو جب حکم ہو حاضر ہو جاؤں یا یہ اجازت ہو جائے۔ اگر خلاف مصلحت نہ ہو کہ حسبِ فرصت بغیر اطلاع حاضر ہوسکوں حق تعالیٰ آنمخدوم کے فیوض کو غیر متناہی فرمائے

حد ادب والسلام
پنجشنبہ گنگوہ۔

**تحقیق** ماشاءاللہ فصاحت بلاغت حسن ادا کیساتھ جذبات قلبیہ نے مل کر میرے تمام عذر ختم کردئے اور یہی کہنے کو جی چاہا کہ بندہ را فرماں چہ باشد ہرچہ فرمائی بدانم۔ نہ وقت کی قید نہ کسی ہیئت کی جب کبھی مرضی ہو۔ بزبان حال یہی کہتا ہوا پایا جاؤں گا ؎

رواقِ منظرِ چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

پھر آکر جو تعلق پیدا کرنا چاہیں انکار نہ ہوگا میں نے بھی جو دل میں تھا

بے تکلف لکھدیا والسلام

## مکتوب نمبر ۱۵

**حال** از احقر عبدالرشید محمود گنگوہ عفی عنہ

بخدمت اقدس مولائی زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔

**تحقیق** وعلیکم السلام

**حال** امید ہے مزاجِ حضرت والا بعافیت ہونگے بہت دیر کے بعد محجوبانہ حاضر ہورہا ہوں۔

**تحقیق** بلکہ محبوبانہ جس کے لئے قلتِ ملاقات لازم ہے۔

**حال** سال گذشتہ حاضری کا قصد کیا سہارنپور موٹر دیر سے پہنچا گاڑی نکل گئی جمعہ کا دن تھا۔ دوسری گاڑی جمعہ کی وجہ سے رہ گئی تیسری گاڑی شب کو تھانہ بھون بیوقت پہونچتی تھی اسی دوران میں معلوم ہوا کہ کلکٹر گنگوہ پہنچ رہا ہے بعض لوگوں کو تحریک چندہ کی وجہ سے بار اتوار کی تاریخوں میں گنگوہ رہنے کا حکم دیا ہے ناچار سہارنپور سے واپس ہوگیا اس کے بعد ارسالِ عریضہ میں تاخیر ہوئی کچھ معمولات کا سلسلہ منقطع ہوگیا خیال ہوا کہ حضرت کی خدمت میں کیا لکھوں اور یہ کچھ اپنا ضعفِ طبیعت ہے کہ تاخیر ہوجانے پر مستقل حجاب مانع ہوجاتا ہے اسی لئے دوران حال حضرت والا کی علالتِ مزاج میں براہِ راست خود مزاج پرسی کی جرائت نہ ہوئی مولانا شبیر علی وغیرہ حضرات سے کیفیتِ مزاج معلوم کرتا رہا بالآخر خیال ہوا کہ تابہ کئے حاضر ہوکر ہی اس حجاب لغو کو دور کروں اور عفو و اعتذار بھی پیش کردوں۔ حضرت والا کی نوازش اور شفقتوں کی بناء پر امید

رکھتا ہوں کہ حضرت میری طبعی معذوری کے پیش نظر اس غلطی وغیر حاضری کو نظر انداز و معاف فرمائیں گے۔

**تحقیق** اگر اس تعریف میں میرا کوئی ضرر ہوتا تو معافی کی ایک درجہ میں حاجت تھی میں ایسی بھدی طبیعت کا آدمی ہوں کہ مجھ کو باوجود سب سے محبت کے نہ کسی کی ملاقات کا انتظار رہتا ہے نہ مراسلات کا۔

**حال** اس کے ساتھ ہی حاضری کی بھی اجازت چاہتا ہوں بلغیر تعیین یوم کے کہ اس میں اعذار و موانع کا خدشہ ہے۔

**تحقیق** جب دل چاہے بسر و چشم

**حال** دعاء عافیت دارین کی التجاء کرتا ہوں

حدّ ادب والسلام ۲۵ ذلیقعدہ ۱۳۶۰ھ

## مکتوب نمبر ۱۶

**حال** نحمدہ ونصلی ! از احقر ناکارہ عبدالرشید محمود انصاری گنگوہ

بحضرت اقدس مولائی زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

**تحقیق** السلام علیکم۔

**حال** والانامہ برکت آفریں ہوا بے اختیار سر آنکھوں سے لگایا اور آبدیدہ ہوگیا

**تحقیق** جعلکم اللہ کما یحب ویرضیٰ۔

**حال** واللہ یہ ناکارہ تو حضرات اہل اللہ کے خطاب کا بھی مستحق نہیں چہ جائیکہ اس عزو شرف اور حسن ظن کا اہل سمجھا جائے۔

**تحقیق** یہی اعتقاد مطلوب ہے اور قبول کی علامت۔

**حال** جب سے حضرت کے دستِ مبارک پر عہد و توبہ کی ہے ہمیشہ شکستِ عہد اور نقض توبہ کے اعمالِ سوء میں بتلا رہا کبھی حضرت والا کے امر و ہدایت پر کماحقہ عمل نہ کر سکا کچھ عرصہ مراسلت کی پھر وہ بھی چھوٹ گئی کہ دون ہمتی اور کید نفس سے کام ہی کچھ نہیں ہوتا پھر کیا لکھا اور کیا عرض کیا جائے

**تحقیق** اس کا تدارک اختیار میں ہے۔

**حال** دیر سے قصدِ حاضری کر رہا ہوں مگر اس خالی حاضری سے بھی بوجہ اپنی ندامت ہنوز متامل رہا۔

**تحقیق** غَیبُت بھی مانع نہیں۔

**حال** اس والا نامہ کے صدور سے روح کو راحت اور نفس کو سخت ندامت ہوئی کہ میں کس حال میں اور شیخ کس خیال میں۔

**تحقیق** مجوز بھی اس احتمال سے بے خبر نہیں لیکن بعض دفعہ اس احتمال کا علاج تجویز ہے۔

**حال** وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء، محض فضل رب ہی اس سب کا منشا ہے

**تحقیق** بفضل اللہ وبرحمتہ فلیفرحوا۔

**حال** عریضہ طویل اور سمع خراش تو ہوتا ہے مگر دل کی بات عرض کئے بغیر صبر نہیں اس ناکارۂ خلائق اور ننگِ اکابر کے متعلق یہ حضرت کا حسنِ ظن ہے کہ خدام میں اس کو بھی اس خدمت کا اہل سمجھا۔

**تحقیق** صفحہ گذشتہ کی محرف سطر میں اس کا جواب ہے۔

**حال** میرے لئے یہ حُسنِ ظن فالِ حَسن اور تمغہ ہے رضوانِ خداوندی کا اور سند ہے حُسنِ خاتمہ کی ان شاء اللہ۔ دل چاہتا ہے یہ حُسنِ ظن باقی رہے مگر قلب کا دوسرا پہلو بھی ساتھ ہے کہ اخفاء حال اور شیخ کو غلط فہمی میں

رکھنا بھی معصیت عظیم ہے

**تحقیق** مگر آپ تو اس سے محفوظ ہیں۔

**حال** حضرت والا ہی کا ایک مضمون نظر سے گذرا ہوا ذہن میں ہے اس لئے اس معروض اور لفظ " غلط فہمی " کے تحریر کی جرأت ہے ورنہ اس میں سوءِ ادب کے ایہام سے عفو کا خواہاں ہوں

**تحقیق** مخلصین کے لئے یہ سوءِ ادب نہیں۔

**حال** غالباً کسی شخص کے اس سوال پر کہ الفانی لا یرد والواصل لا یقطع کے مطابق سلب اجازت کی کیا توجیہ ہے۔ تحریر فرمایا کہ " نسبت بین اللہ وبین العبد کی دو صورتیں ہیں، تعلقِ عبد مع الخالق اور تعلقِ خالق مع العبد۔
پہلی صورت کا علم قرائنِ ظاہری پر منحصر ہے اور دوسری کا ادراک دشوار تر ہے اور اسی میں رد و انقطاع عادت اللہ کے خلاف ہے پہلی صورت مناسبت کا احساس ہے اور اس میں شیخ سے غلط فہمی کا بھی امکان ہے اسی لئے بعض خدام سے بعد میں اطلاعِ حال یا بغیر حال پر سلبِ اجازت دستور رہے۔
جہاں تک اہل اللہ کے حسنِ ظن کا تعلق ہے جی چاہتا ہے کہ یہ باقی رہے کہ اس میں برکتِ عظیم ہے اور جہاں تک اپنی حالتِ واقعی کا علاقہ ہے اخفارِ حال جرم عظیم تصور کرتے ہوئے ڈرتا ہوں اس لئے صفائی و ندامت کے ساتھ عرض گذار ہوں کہ اس ناکارہ کا صحیح اور مختصر حال یہ ہے کہ کوئی اہتمام اجتناب معصیت اور التزام طاعت کا نہیں ہے۔

**تحقیق** اوپر لکھ چکا ہوں کہ بعض اوقات یہ تجویز ہی اس اہتمام کا سبب بن جاتی ہے

**حال** بعض مرتبہ واجبات تک میں تساہل پیش آتا ہے سفر میں قضاءِ فرائض

تک نوبت پہونچ جاتی ہے، نوافل و مستحبات کا تو ذکر ہی کیا ہے، دنیا اور اس کے انہماک مکروہ کی کوئی حد نہیں اور شعبہ صلاح وغیرہ کا اپنے میں نہیں پاتا بجز ۔

أُحبُّ الصالحينَ ولستُ منهم
لعلَّ اللهَ يرزقني صَلاحًا

**تحقیق** لعلّ کی بھی برکت ہوتی ہے۔

**حال** معاذ اللہ حضرت اقدس کے امر مبارک کے متعلق یہ حجت اور قیل وقال نہیں بلکہ بے ساختہ دل میں آیا کہ اپنی حالت واقعی عرض کر دوں کہ دیر سے اس کی نوبت نہیں آئی۔ اس کے بعد بھی حضرت والا کی یہی رائے اور یہی امر مبارک ہو تو میری نجات وسعادتِ دارین ہے حق تعالیٰ حضرتِ والا کے ظن کے مطابق اس ناکارہ سے معاملہ فرمائیں۔

**تحقیق** مجھ کو حق تعالیٰ سے امید ہے یبدل اللہ سیاتھم حسناتھم

حد ادب والسلام شوال المکرم ۱۳۶۱ھ یوم جمعہ

## مکتوب نمبر ۱۷

**حال** از گنگوہ عبد الرشید محمود عفی عنہ

بخدمت اقدس مولائی و وسیلۃ یومی وغدی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

**تحقیق** عزیز محترم سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم

**حال** امید ہے کہ مزاجِ حضرتِ اقدس بخیر ہوں گے

**تحقیق** ہاں بحمد اللہ

حاضری کو سید دل چاہ رہا ہے باوجود شدید تمنا حاضری جو ایک زمانہ دراز سے ہے اپنی حالت کی اسارت اور بے اعتمادی تھی کہ متامل تھا۔ عزم کرتا تھا اور رک جاتا تھا مگر اسٹیشن سہارنپور کی ایک ساعت زیارت نے اس تامل کو نہ صرف دور کر دیا بلکہ حاضری ومجالست کے اشتیاقِ دیرینہ کو مزید مشتعل کر دیا اور آنمخدوم کے تعلق و مودت کو قلب و دماغ کے رگ وریشہ میں ایسا مشرح و منکشف کر دیا کہ آج اتنا عرصہ گذر جانے کے باوجود بھی حضرت کے تصور و تخیل سے نوم و بیداری کے اکثر حصص خالی نہیں گذرتے

**تحقیق** میں کیا چیز ہوں یہ آپ کی سلامتِ فطرت ہے فبارک اللہ فیہا۔

**حال** میں حضرت کی خدمت میں دو منٹ بھی نہ بیٹھ سکا زائرین کا ہجوم اور جوق در جوق آمد میں جم کر بیٹھنا پسند نہ ہوا اور بعجلتِ تمام رخصت ہو آیا۔

**تحقیق** ماشاء اللہ یہی رعایتیں تو ہیں جن کا میں منتظر رہتا ہوں۔

**حال** تمام راستہ حضرت کا شفقت بھرا التعامل[1] اور پُرانوار[2] وجہ مبارک سامنے رہا

**تحقیق** یہ[1] تو واقعی ہے یہ غیر واقعی[2] ہے، مطابق ایک روایت کے کہ کسی اعرابی سے اس کی بڑھیا بی بی نے کہا کہ تو اجنبی عورتوں کو گھورتا پھرتا ہے وقد رزقک اللہ حلالاً طیبًا اس نے کہا اما الحلال فنعم واما الطیب فلا ایسے ہی یہاں ایک چیز ثابت ہے دوسری منفی، یہ میرا علم ہے جس پر مطلع کر دیا آپ کو اس فرق کا مکلف نہیں کرتا۔

**حال** اور اپنے آج تک کے اس حرمان پر اشکبار رہا کہ کبھی بھی اس کی توفیق نہ ہو سکی۔

اس زیارت سے کچھ عرصہ قبل ایک خواب دیکھا کہ حضرت والا گنگوہ تشریف لائے میرے یہاں قیام فرمایا، رخصت کیوقت اسٹیشن پر ایک مجمع عظیم ہے ریل کے ایک آخری آراستہ ترین ڈبہ میں حضرت کو سوار کرایا یہ سمجھتے ہوئے کہ وطن تشریف لیجارہے ہیں صبح اٹھ کر یہ خیال ہوا کہ حضرت کی ذاتِ گرامی اس سلسلۂ مقدسہ ولی اللٰہی اور اپنے متاخرین اکابر کی مخصوص شان کے آخری بزرگ ہیں وطن تشریف لیجانا ایہامًا دلدوز تھا دعا کی کہ حق سبحانہ حضرت کی ذات گرامی کو تا دیر ہم پر قائم رکھیں آمین۔

**تحقیق** اب ریل میں زیارت ہونے پر خیال ہوا کہ شاید یہ اسکی تعبیر ہی ہو عسیٰ۔

**حال** یا جو خیالِ مبارک ہو۔ حق تعالیٰ اس احقر کے اس تعلق کو باعث نجات بنائے اور حضرت کے ذیالِ عطوفت میں محشور فرمائے، دوسرا ایک خصوصی امر قابل گذارش یہ ہے کہ قصدِ حاضری امروز فردا ہی کر رہا تھا کہ دفعۃً ایک نہایت ہی پریشان کن قضیہ سامنے آگیا۔ تفصیل اس کی سمع خراش ہے۔

**تحقیق** تکلف کیا اپنے خیر خواہوں کو اگر قضیہ میں شریک نہ کریں لیکن علم قضیہ میں تو ضرور شریک کیا جائے خصوصًا جبکہ اس کو دعا رمیں بھی دخل ہو۔ یعنی زیادہ دعا رکی توقع ہو باقی دعا ر اب بھی کرتا ہوں اور پہلے بھی۔

**حال** صرف اس قدر التجا ہے کہ اوقاتِ مخصوصہ میں اس احقر اور اس کے متعلقین کی امن و عافیت اور تحفظ جان و مال اور آبرو کی دعا ر کو درِ اجابت سے ہرگز رد نہیں فرمائیں گے اللّٰہم آمین

حال اس احقر کا یہ ہے کہ والا نامۂ سابق کے بعد ہی سے الحمدللہ کہ مرضِ کبر کو بعض اوقات تو کلیۃً ہی معدوم پاتا ہوں۔

**تحقیق** مبارک۔

**حال** کبھی احساس بھی ہوتا ہے تو نہایت ہی مضمحل بلکہ لبا اوقات تعامل و تعاشر میں بے اختیار ایسا انداز آجاتا ہے کہ بہ تکلف اس کو متانت و خود داری میں تبدیل کرتا ہوں۔

**تحقیق** ہمچنیں بروکہ زیبا میروی۔

**حال** حق تعالیٰ کا خوف اور اس کی بے نیازی کا تخیل اکثر رہتا ہے۔

**تحقیق** تمام سعادات کی مفتاح ہے۔

**حال** اس قضیہ موذیہ کے بعد سے تو قلب کسی وقت بھی فارغ نہیں

**تحقیق** بڑا انعام ہے کہ زحمت کو رحمت بنا دیا جائے۔

**حال** دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ عفو و عافیت میسر فرماویں اور اس قضیہ کی جانب سے بھی مطمئن فرماویں کہ سخت اذیت و خطرات میں لیل و نہار گذر رہے ہیں۔

حد ادب والسلام گنگوہ سرائے

**تحقیق** ابہام سے طبعًا تشویش بڑھ گئی اگر کوئی مانع نہ ہو اس کو مفسّر کر دیں ورنہ دعا تو ہے ہی۔ والسلام اشرف علی۔

## مکتوب نمبر ۱۸

**حال** از احقر عبدالرشید محمود عفی عنہ

بحضرت اقدس زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

**تحقیق** السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

**حال** والانامۂ حضرت اقدس برکت آفریں ہوا۔ قضیۂ موذیہ کی تفصیل جو حضرت دریافت فرمارہے ہیں یہ ہے کہ میرے مکان کے قریب ایک مختصر سا قطعۂ زمین افتادہ پڑا ہوا تھا میں نے ایک ایسے شخص سے جس کے پاس اس کا پندرہ سالہ بیعنامہ تھا خریدا اور اس میں ایک دروازہ بنالیا اس پر میرا ایک ہمسایہ مدعی ہوگیا کہ وہ اراضی اس کی جدی ملکیت ہے۔ ہمسایہ نہایت شورہ پشت، جھگڑالو اور ناتہذب واقع ہوا ہے اس سے کہا گیا کہ ثبوت اگر دیدو تو ذرہ برابر بھی حق دینے میں تامل نہیں اثباتِ حق کے بعد اگر تم چاہو گے دیوار منہدم کرادی جائے گی۔ رضا ہوگی تو میرے نام اس کو بیع کر دینا یہ کشاکشی اس حد تک پہنچتی جارہی ہے کہ جس میں مجھ گوشہ نشین عافیت طلب انسان کے جان و مال اور آبرو تک کا خطرہ ہے۔ علاوہ مقدمہ بازی پر بھی اس سے بعید نہیں کہ بررو نامناسب اور غیر تہذب ترین منازعت کرے پس حق سبحانہٗ سے دعا فرمادیں کہ اس سے قبل کہ کوئی عدالتی کشمکش یا ناگوار قصہ پیش آئے وہ سنجیدگی کے ساتھ فیصلہ کرے اور میں مامون و مصئون ہو جاؤں

**تحقیق** دل وجان سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تمام پریشانیوں سے نجات دیدیں

**حال** قدیمی مستند کاغذات سرکاری کا معائنہ کرایا گیا تو معلوم ہوا کہ اس زمین سے اس کا کوئی بھی تعلق نہیں بلکہ وہ کسی شخص کی ملکیت ہی نہیں میونسپلٹی ٹاؤن یا شاہ راہ سرکاری سے متعلق ہے کاش کہ وہ سمجھے اور مطمئن ہو جائے اور اس بیجا ضد واصرار اور ایذا رسانی سے باز آئے میری عافیت زائلہ کی واپسی کیلئے دعا فرمائیں۔ حد ادب والسلام از گنگوہ۔

**تحقیق** دل سے دعا کرتا ہوں آج کل میری طبیعت بھی کمزور ہے اس لئے خط کا جواب ظفر احمد سے لکھوا رہا ہوں والسلام اشرف علی بقلم ظفر احمد از تھانہ بھون

## مکتوب نمبر ۱۹

**حال** از گنگوہ عبدالرشید محمود انصاری عفی عنہ
بخدمت اقدس دام مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
**تحقیق** السلام علیکم۔
**حال** احقر کے عریضہ سابقہ کا جواب بقلم جناب مولانا ظفر احمد صاحب موصول ہوا تھا جس پر بغایت تشویش تھی، دوسرے بعض تھانوی حضرات حکیم رشید بن حکیم محمد ہاشم صاحب وغیرہ کے خطوط سے پھر کیفیتِ مزاج سامی معلوم ہوکر بےحد کلفت ہوئی انھیں لوگوں سے عافیتِ سامی معلوم کرتا رہا کل کے خط سے معلوم ہوا کہ حضرتِ والا خانقاہ میں تشریف لانے لگے ہیں اور طبع مبارک بالکل صاف ہوگئی فللہ الحمد والمنۃ۔
**تحقیق** جزاکم اللہ تعالیٰ علی ہذہ المحبۃ۔
**حال** قضیہ مؤذیہ ہمچو سابق ہے التجاء دعاء ہے، حدِ ادب والسلام گنگوہ
**تحقیق** دل سے دعاء ہے۔

## مکتوب نمبر ۲۰

**حال** از عبدالرشید محمود انصاری عفی عنہ
بخدمت اقدس دام مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔
سابقہ عریضے جو جواب حضرت اقدس کے ساتھ واپس ہوئے اب حسب پیام معرفت قاضی احسان الحق صاحب ارسالِ خدمت ہیں حضرت ان سب کو

واپس ہی فرمادیں کہ تبرکاً اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں لفافہ ہمراہ ہے۔

**تحقیق** واپس ہیں۔ آپ اپنی محبت سے تبرک کی نیت رکھتے ہیں میں اس محبت کی تحرک کی نیت رکھتا ہوں کہ مکتوب کو دیکھکر کاتب کی یاد آوے اور اس سے تعلق بڑھے یعنی تعلق محبت نہ کہ تعلق عقیدت جو طبعاً مجھ پر ہمیشہ سے گراں ہے ناقل کی دیر سے واپسی میں دیر ہوئی معاف کیجئے۔

## مکتوب نمبر ۲۱

السلام علیکم۔ حسب معمول قدیم اسوقت بھی بعض احباب کو میں نے اس خدمت کیلئے منتخب کیا ہے کہ وہ شائقانِ دین کو اپنی معلوماتِ دینیہ سے دینی نفع پہنچاویں اور ایسی جماعت کا لقب مجازِ صحبت رکھا گیا ہے میں نے آپ کو بھی توکلاً علی اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کیلئے تجویز کیا ہے امید ہے کہ ایسے طالبین کی طرف توجہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمادیں۔

والسلام۔ اشرف علی از تھانہ بھون

پتہ :-
مولوی حکیم ابن مسعود عبدالرشید عرف ننّو میاں،
سرائے پیر زادگان مسجد حضرت مولانا رح۔ گنگوہ۔ ضلع سہارنپور

نوٹ! مکتوب ہٰذا کی اصل تحریر کا عکس اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

# عکسِ تحریر

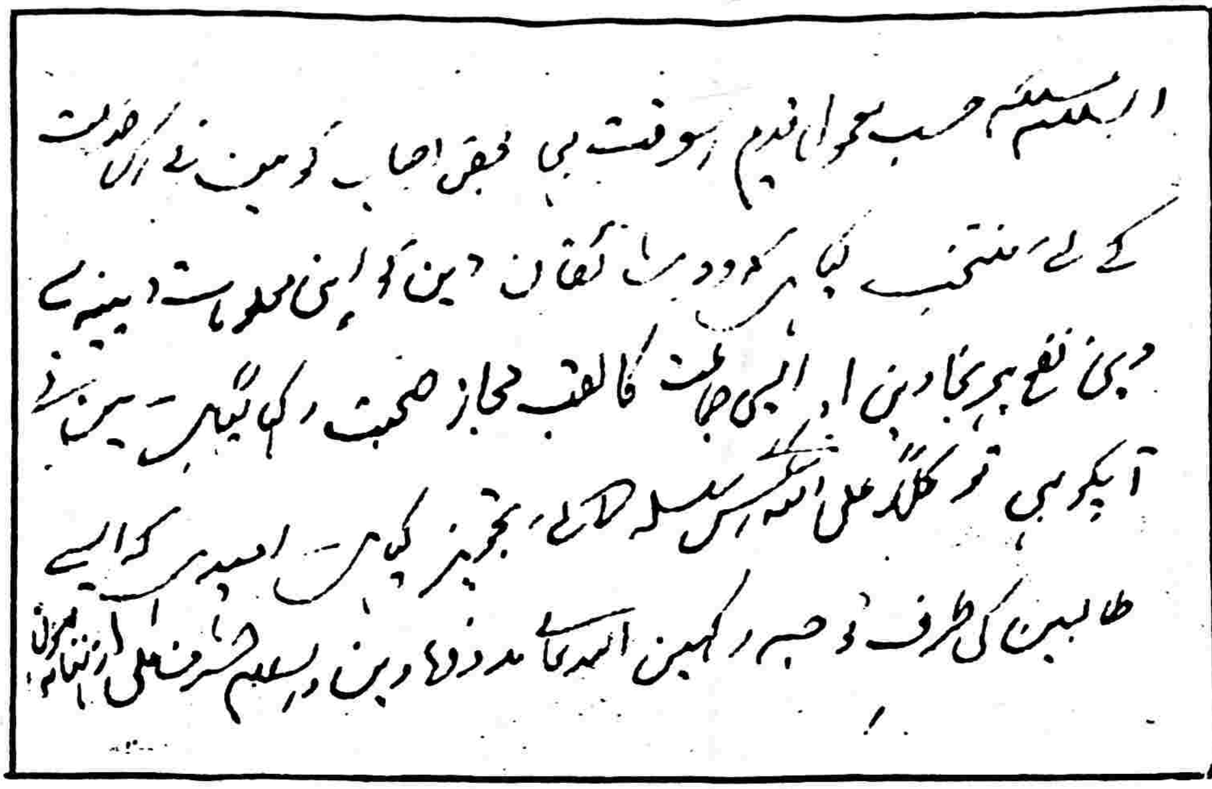

السلام علیکم حسب معمول ایام رمضان میں بعض احباب کو میں نے ارشاد و ہدایت
کے لئے منتخب کیا ہے جو دوسرے لوگوں کو دین کی اپنی معلومات دینے سے
بھی نفع پہنچا دیں اور ایسی جماعت کا لقب مجاز صحبت رکھا گیا ہے میں نے
آپکو بھی توکلاً علی اللہ اس سلسلہ کے لئے تجویز کیا ہے امید ہے کہ ایسے
طالبین کی طرف توجہ رکھیں اللہ تعالیٰ مدد فرماویں والسلام اشرف علی [illegible]

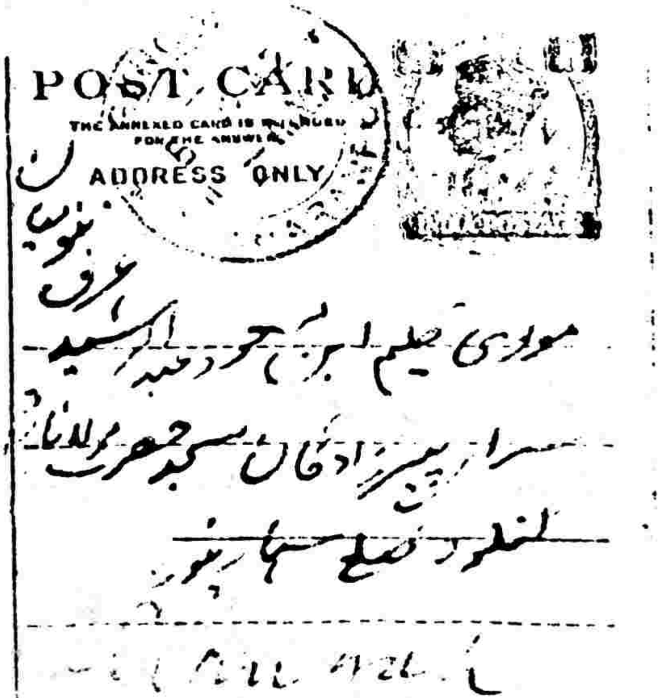



یہ مبارک تذکرہ تکمیل کو پہنچا اللہ تعالیٰ اس مبارک ذکر کو عام فرمائے اور استفادہ کی توفیق سے ہم سب کو مالا مال فرمائے ہمارے دلوں کو اہل اللہ کی محبت سے بھر دے آمین الحمد للہ علی الاتمام، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

والسلام دعاؤں کا طالب

سید محمد خوشنود ربانی غفرلہٗ گنگوہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# چند سطور

نورالحسن کاندھلوی..........................................

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد:! مکتوب نویسی ہر زمانے میں اور تقریبا ہر ایک زبان میں اظہار وخیالات واحساسات کا سب سے مؤثر اور پر کیف ذریعہ رہی ہے، اسی کیفیت اور تاثیر کی وجہ سے مختلف زبانوں کے مکتوبات متعدد مجموعے ان زبانوں کے ادب عالیہ کا ایک گراں قدر حصہ سمجھے جاتے ہیں۔

لیکن جب مکتوبات نگاری میں وارادت دل، سوز دروں اور روحانی تجربات وکیفیات کی تپش بھی شامل ہو جائے، تو اس کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔اس لئے سلسلہ تصوف کے مکتوبات کے مجموعوں کو اہل ذوق نے ہمیشہ دل سے لگایا ہے اور ان میں درج تعلیمات وجواہر سے اپنے قلب ودماغ کو آراستہ وروشن کیا ہے۔

اس طرح کے مکتوبات کے مجموعوں کو جب بھی پڑھا جائے ان میں کوئی سبق یا ہدایت ضرور پوشیدہ ہوتی ہے ایسے ہی مفید اور نہایت مؤثر بلکہ کہنا کہ انسان کے قلبی امراض اور نفسیاتی گرہوں کو کھولنے اور ذہن وضمیر کے تاروں کو جھنجھنانے کے لئے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مکتوبات کے مجموعے بہت مفید ومؤثر ثابت ہوئے ہیں۔

ایسے ہی مجموعوں میں سے ایک مختصر مجموعہ مکتوبات وہ ہے جو حضرت تھانوی کے ایک عزیز متوسل اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پوتے مولانا حکیم عبد الرشید محمود صاحبؒ (ننومیاںؒ) گنگوہی کی مراسلت پر مشتمل ہے، اس میں خط لکھنے والے حکیم صاحب کی گل افشانی گفتار دیکھنے کی اور مصلح ومربی شیخ مولانا تھانویؒ کے جوابات لکھنے

والے کے ذہن کو پڑھ لینے اور اس کے احساسات وقلب میں اتر کر اور اس کے مرض کی بنیاد تلاش کر لینے کی کیفیت جان کر جواب لکھنے کا کمال قارئین بلکہ اہل نظر تک کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔

اس مجموعۂ مکتوبات کو مکرمی مولانا حکیم خوشنود ربانی صاحب گنگوہی زید فضلہ نے جو حکیم عبدالرشید محمود صاحب عرف ننو میاںؒ کے خاص تربیت یافتہ ہیں برسوں پہلے شائع کیا تھا جو چھپنے کے کچھ دنوں بعد ہی ختم ہو گیا تھا اب اس کو اور بہتر معیار پر شائع کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور اس سے وہ نفع حاصل ہو جو خط لکھنے اور جواب دینے والوں دونوں کا مشترکہ مقصد ہے۔

**والسلام**

(حضرت مولانا) نورالحسن راشد صاحب

(صاحبزادۂ محترم)

حضرت مولانا افتخارالحسن صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم وجانشین حضرت والا

# مقدمہ طبع ثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتداء آفرینش سے آج تک اس ظلمت کدہ سفلی میں جہاں کہیں نور اور روشنی کی کوئی شعاع نظر آتی ہے وہ مرہون منت ہے ان تعلیمات ازلی کی جو بنی نوع انسان کو خالق حقیقی نے انبیاء کرامؑ کے ذریعے عطا فرمائی اور جن کی آخری کڑی ہمارے نبی ﷺ کی ذات بابرکات ہے قرون سابقہ میں عادت اللہ یوں جاری رہی کہ اللہ تعالیٰ ایک نبی کو بھیجا اور انہوں نے امت کو صحیح تعلیمات سے آگاہ کیا مگر ان کے وصال کے بعد امت کے افراد نے ان تعلیمات میں اپنی رائے سے ترمیم شروع کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ جب نوبت یہاں تک پہونچی کہ اصل تعلیمات کی نشاندہی ممکن نہ رہی تو دوسرے نبی کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے پھر امت کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے تعلیمات الہیہ کو بے غبار کر دیا یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا یہاں تک کہ نبی آخر الزماں ﷺ تشریف لائے اور آپ کی وساطت سے آخری بار قیامت تک کے لئے خالق حقیقی نے ہدایت وضلالت کے درمیان خط فاصل کھینچ دیا اور وعدہ کیا کہ اس دین کی حفاظت کی جائے گی چنانچہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد صحابہ کرامؓ نے آپ کی تعلیمات کی ایسی حفاظت کی کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں بعد میں آنے والے تابعین اتباع تابعین ائمہ مجتہدین علمائے کرام اور حضرات صوفیاء کرام بھی ان

کے نقش قدم پر چل کر ان تعلیمات کو اپنے اصلی رنگ میں امت کے سامنے پیش کرتے رہے جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انا امنة لا صحابی اتی اصحابی مایو عدون و اصحابی امنة لامتی اتی امتی مایوعدون ۔

نیز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا ارشاد عالی ہے ان الامة اجتمعت علیٰ ان یعتمدو ا علی السلف فی معرفة الشریعة فا لتابعون اعتمدو علی الصحابه وتبع التابعین اعتمدو علی التابعین هکذا فی کل طبقة العلماء اعتمدو علی من تبعهم ۔

چشم فلک کے سامنے تقریباً ساڑھے چودہ سو برس سے یہ منظر ہے کہ ہزاروں ملحد زندیق متجدد اور خود ساختہ رہنما پیدا ہوئے جنہوں نے دین متین میں رائے زنی کو دین کا رنگ دیکر داخل کرنے کی ناکام کوشش کی مگر الحمدللہ ہر زمانے میں ایسی پاکباز ہستیاں موجود رہیں جنہوں نے ان تلبیسات کو الگ کر کے حق اور باطل میں خط فاصل کھینچ دیا نتیجتاً یہ گمراہ لوگ اور ان کی پھیلائی ہوئی گمراہی مٹ گئی اور آج بھی اسلام کی تعلیمات اپنی آب وتاب کے ساتھ بے غبار ہیں ۔ اور اغیار کی ہزار ہا کوششوں کے باوجود دین متین اپنی اصلی صورت میں موجود ہے اور موجود رہے گا۔

ع:۔

☆ میرا نقش ہستی نہیں مٹنے والا، ☆ بتوں کے مٹائے یہ مٹتا نہیں ہے
اسے مٹنے میں یہ مٹ جائیں گے سب ☆ کہ یہ نقش سجدہ ہے قشقا نہیں ہے!

تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمان اس تعلیم پر عمل پیرا رہے جو نبی ﷺ سے ملی تھی مادی اور روحانی اعتبار سے عالم پر چھا گئے ظاہری اور باطنی مادی اور روحانی ترقیاں ان کے قدم چومتی رہیں مگر جب مسلمانوں نے ان تعلیمات سے انحراف کیا تو انتشار کا شکار ہو کر تنزل اور پستی کے غار میں گرتے چلے گئے حتی کہ آج مسلمان جس بے چارگی بے بسی، پستی، ذلت، نکبت، افلاس، اور نا اتفاقی، کے نہ ختم ہونے والی بلایا میں مبتلا ہیں وہ کسی بھی ذی حس اور ذی شعور پر مخفی نہیں خود حضرت مولانا حکیم عبد الرشید محمود صاحب (نومیاں) کا ارشاد عالی ہے کہ آج کے حالات سے کوئی بھی ذی حس اور ذی شعور بے چین ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا سوائے بچے اور مجنون کے چونکہ دونوں ہی مغلوب العقل ہیں،

اس کا واحد حل اکابر کا اتباع اور بزرگان دین علماء امت کی پیروی ہے۔

ع:۔

تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

پھر اسی روش پر آنا پڑے گا ما انا علیہ واصحابی کو سینے سے لگائے بغیر گاڑی چلنا ناممکن ہے ما انا علیہ واصحابی پر آنے کے لئے اور ان ہذا صراطی مستقیما کی صحیح تفسیر سمجھنے کے لئے علماء امت کی جوتیاں سیدھی کرنی ہوں گی چونکہ فرمایا ان العلماء ورثۃ الانبیاء علماء حق نے پوری جد وجہد کے ساتھ دین کا یہ پودا امت تک پہونچایا انہی علماء حق اور آحاد امت کے فرد فرید ہیں حضرت مولانا الحاج حکم عبد الرشید محمود صاحب (نومیاں) جو بڑے پوتے ہیں حضرت قطب الارشاد گنگوہی

کے حضرت حکیم صاحب کی یہ مکاتبت جو اپنے شیخ مربی اور محسن حضرت اشرف العماء تھانویؒ سے ہوئی اور عرصہ تک جاری رہی جو عجائبات اور غرائبات کا مجموعہ اور اصلاحی پہلوؤں کا مرقع ہے حضرت کے جوابات سونے پر سہاگہ حضرت حکیم صاحب خود فرماتے تھے۔

ع:۔

چند تفسیر قرآں چند بزرگوں کے خطوط ☆ بعد مرنے کے میرے گھر سے ساماں نکلا

حضرت حکیم صاحب کی حیات طیبہ میں ہی ان مکتوبات گراں قدر کو منظرِ عام پر لانے کی سعادت میسر آ گئی تھی جس کی تفصیل مقدمہ طبع اول میں موجود ہے اب بزرگوں اور احباب کے پیہم اصرار پر دوبارہ اس سعادت کو حاصل کرنے کی سعی میں لگا ہوں اللہ تعالی اس سعی کو مشکور فرمائیں۔......آمین!

اخیر میں احقر اپنے مرشد پاک حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم کے لئے دعا گو ہے کہ اللہ حضرت کو صحت وعافیت نصیب فرمائیں اور حضرت کا سایہ ہم سب کے سروں پر صحت وعافیت کے ساتھ قائم ودائم فرمائیں......آمین!

چونکہ حضرت ہی کی دعاؤں اور جوتیوں کے توسل سے احقر نے یہ بار گراں سر پر اٹھایا نیز حضرت مولانا نور الحسن صاحب راشد دامت برکاتہم (صاحبزادہ محترم حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی دامت براکاتہم وجانشین حضرت ولا) کا بھی تہ دل سے مشکور ہوں کہ حضرت نے چند سطور کے نام سے ایک عظیم مضمون عنایت فرمایا نیز حضرت مولانا مفتی زبیر بھیات صاحب کا بھی بندہ تہ دل سے مشکور ہے

کہ حضرت نے میر ہمت افزائی فرما کر احسان عظیم فرمایا اللہ تمام حضرات کو جزائے خیر مرحمت فرمائیں۔

اور اس مختصر کو قبول ومنظور فرما کر نافع فرمائیں۔...... آمین یارب العلمین

**والسلام خیر ختام**

## سید خوشنود ربانی

امام وخطیب لال مسجد گنگوہ

وبانی **مدرسة الرشید فخریه** لال مسجد گنگوہ سہارنپور (یوپی) انڈیا